ماہنامہ

صدائے شبلی حیدرآباد

جنوری January 2024

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad
ISSN: 2581-9216

خصوصی شمارہ

سید شاہ مسرور عابدی شرفی القادری

ایڈیٹر مولانا ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی
www.shibliinternational.com
قیمت: -/20 روپے

ماہنامہ حیدرآباد

صدائے شبلی

Monthly Hyderabad

SADA E SHIBLI

Issue: 71 شمارہ: Vol: 6 جلد: Jan 2024 جنوری

ISSN: 2581-9216

مدیر:

ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی

نائب مدیران:

ڈاکٹر عبدالقدوس

ڈاکٹر سراج احمد انصاری

ابوہریرہ یوسفی

مجلس مشاورت:

پروفیسر اشتیاق احمد ظلی۔ پروفیسر مظفر علی شہہ میری

پروفیسر محسن عثمانی ندوی۔ پروفیسر ابوالکلام

پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی۔ ڈاکٹر محمد الیاس اعظمی

مفتی محمد فاروق قاسمی۔ مولانا ارشادالحق مدنی

ڈاکٹر نادر المسدوسی، مولانا محمد مساعد ہلال احیائی

اعجاز علی قریشی ایڈوکیٹ۔ محمد سلمان انجینئر

مجلس ادارت:

ڈاکٹر محمد رفیق۔ ڈاکٹر حمران احمد۔ ڈاکٹر ناظم علی

ڈاکٹر مختار احمد فردین۔ ڈاکٹر غوثیہ بانو

ڈاکٹر سید امام حبیب قادری۔ ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی

ڈاکٹر سمیہ تمکین۔ ڈاکٹر صالحہ صدیقی۔ ڈاکٹر نوری خاتون

ڈاکٹر فاروق احمد بھٹ۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان

ڈاکٹر آصف لئیق ندوی۔ ڈاکٹر مظفر علی ساجد۔

مولانا عبدالوحید ندوی۔ مولانا احمد نور عینی

ابوہریرہ ایوبی۔ محسن خان

قیمت فی شمارہ:	20/-
سالانہ:	220/-
رجسٹرڈ ڈاک:	350/-
بیرونی ممالک:	50/- امریکی ڈالر
خصوصی تعاون:	2000/-

SADA E SHIBLI
A/c: 1327102000023922
Ifsc: IBKL0001327
IDBI Bank: CHARMINAR HYD, T.S

ہر طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف حیدرآباد کی عدالت میں ہوگی

محمد محامد ہلال (اونر، پبلشر، پرنٹر، ایڈیٹر) نے دائرہ الیکٹرک پریس میں چھپوا کر حیدرآباد تلنگانہ سے شائع کیا

خط و کتابت کا پتہ

MOHD MUHAMID HILAL #17-6-352,
B1, 2nd Floor,Bafana Complex,
Dabirpura Road, Purani Haveli,
Hyderabad- 500023. T.S

Email: sadaeshibli@gmail.com

Mob: 9392533661 - 8317692718

ماہنامہ ''صدائے شبلی'' حیدرآباد میں مقالہ نگاران سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

فہرست مضامین

۱	اداریہ: فکروفن زندہ رہے گا	ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی	۵
۲	**حمد باری تعالیٰ**	سید مسرور عابدی شرفی القادریؒ	۶
۳	**"نعتیہ مثلث"**	سید مسرور عابدی شرفی القادریؒ	۷
۴	**"نعتیہ مسدّس"**	سید مسرور عابدی شرفی القادریؒ	۸
۵	اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	علامہ شبلی نعمانیؒ	۱۰
۶	**صالحیت**	مولوی حبیب الرحمٰن	۱۱
۷	نعت نبی ﷺ عبادت سے کم نہیں	پروفیسر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ شریف	۱۴
۸	تعزیتی اشعار مسرور عابدیؒ	حافظ وقاری الحاج عظمت اللہ جعفری	۱۷
۹	میں اور میری نعت گوئی	سید مسرور عابدی شرفی القادریؒ	۱۸
۱۰	**خراج عقیدت**	سید داؤد حسینی اظہر	۱۹
۱۱	**تعزیتی کلام**	عباس سلیم	۱۹
۱۲	جناب مسرور عابدی شرفی القادری شعروسخن کا چمکتا ستارہ	محمد نصراللہ خان	۲۰
۱۳	**تعزیتی کلام**	محمد عبدالرشید ارشد قادری	۲۲
۱۴	کوہِ نوردکن شاعر عرفاں سید مسرور عابدی	مولانا محمد زعیم الدین حسامی	۲۳
۱۵	**تعزیتی اشعار وقطعہ**	محمد شرف الدین "ارشد"	۲۵
۱۶	ایسے شاعر برسوں میں پیدا ہوتے ہیں	ڈاکٹر مختار احمد فردین	۲۶
۱۷	**تعزیتی قطعات**	سراج زیبائی	۲۷
۱۸	کچھ استادِ محترم سید شاہ مسرور عابدی کے بارے میں	سید مصطفیٰ علی سید	۲۸
۱۹	تعزیتی اشعار مسرور عابدی شرفی صاحب مرحوم	محمد نورالدین امیر سلیم خوشنویس	۲۹
۲۰	**غزل**	سید مسرور عابدی شرفی القادریؒ	۳۰
۲۱	**تعزیتی کلام**	سید مصطفیٰ علی سید	۳۰
۲۲	پران نہیں، ایمان کی فکر کیجئے	محمد نصراللہ ندوی	۳۱
۲۳	**تعزیتی نظم**	حافظ وقاری ولی محمد زاہد ہریانوی	۳۲
۲۴	دیواروں والا باغیچہ (۳)	پرواز احمد	۳۳
۲۵	**خراج عقیدت**	ظہور ظہیرآبادی	۳۷

ماہنامہ "صدائے شبلی" کے خصوصی معاونین

جناب **ابوسفیان اعظمی**، مقیم حال ممبئی

جناب **محمد یوسف** بن الحاج محمد منیرالدین عرف ولی مرحوم، حیدرآباد

مفتی **محمد فاروق قاسمی**، صدر علماء کونسل وجے واڑہ، آندھراپردیش

ڈاکٹر **سید جلیل حسین** ایم ڈی (علیگ) ٹولی چوکی حیدرآباد

مولانا **منصور احمد قاسمی**، معین آباد، تلنگانہ

الحاج **رئیس احمد اقبال**، انجینئر صدر سہارا ویلفیئر سوسائٹی، حیدرآباد

الحاج **محمد زکریا انجینئر** (داماد استاذ الاساتذہ حضرت عبدالرحمٰن جامیؒ)

ڈاکٹر **شہباز احمد**، پروفیسر گورنمنٹ نظامیہ طبی کالج چارمینار، حیدرآباد

مولانا **محمد عبدالقادر سعود**، نائس جوس سینٹر سکندرآباد، حیدرآباد

الحاج **محمد قمرالدین**، نبیل کالونی بارکس حیدرآباد

الحاج **محمد عبدالکریم**، صدر مسجد اشرف کریم کشن باغ، حیدرآباد

اداریہ

فکروفن زندہ رہے گا

حیدرآباد دکن کے شعروادب میں ایک •یاں نام سید مسرور عابدی کا آتا ہے، سید مسرور عابدی کو وہبی اور کسبی صلاحیتیں خداوند ذوالجلال نے • کی تھیں، سید مسرور عابدی جب حضور خیر الانام ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ •پیش کرتے تھے تو سامعین وحاضرین پر سکتہ طاری ہوجاتا تھا، ہر ایک کی زبان سے واہ، ماشاء اللہ، سبحان اللہ کا ورد جاری ہوجاتا تھا۔ کیوں کہ سید مسرور عابدی کی شاعری میں فکروفن کی جولانی •آتی ہے اور آواز بھی خداداد تھی جو کہ بہت کم شعراء کو میسر ہوئی۔

راقم الحروف نے سید مسرور عابدی کا نعتیہ مجموعہ ''یا صاحب الجمالؐ'' کو چند منٹ بغور مطالعہ کیا ہے۔ اس مجموعہ میں حمد باری تعالیٰ مختلف زاویے سے کئی نعتیں اور منقبتیں موجود ہیں، •کے ذیل کے اشعار میں سید مسرور عابدی نے واقعہ معراج کو چند لفظوں میں سمیٹ دیا اور معانی ومطالبہ کا دریا چھوڑ دیا وہ کہتے ہیں۔

معراج مصطفائی کو صدیاں گذر گئیں
اب تک بھی آسمان سے خوشبو نہیں گئی
اسریٰ کی رات سدرہ تک آقاؐ کے ساتھ تھے
جبرئیلؑ کی اُڑان سے خوشبو نہیں گئی

پروفیسر مصطفیٰ شریف لکھتے ہیں: ''استاذ سخن محترمی سید مسرور عابدی ایک کہنہ مشق شاعر ہیں، انہوں نے کئی نعتیہ مشاعروں میں اپنی دلسوز نعتوں سے سامعین کے دلوں کو حُبِّ نبی سے سرشار کیا اور خوب دادِ تحسین حاصل کی، انہوں نے مختلف اصناف کو •نبی سے مشرف ومزین کیا، ان کے مجموعہ کلام ''یا صاحب الجمالؐ'' میں نورانی اور عرفانی نعتوں کے علاوہ خلفاء راشدین اور مشاہیر اولیاء کی شان میں منقبتیں شامل ہیں جو شاعر کے عقیدہ وفکر پر دال ہے''۔

ہمارا یہ شمارہ سید مسرور عابدی پر مخصوص ہے، اس وجہ سے بیشتر حصے میں سید مسرور عابدی، یا سید مسرور عابدی پر مضامین اور تعزیتی کلمات ملیں گے۔ ادارہ کی یہ کوشش ہے کہ سید مسرور عابدی کے پورے کلام کا جائزہ لیا جائے اور ان کی شعری خدمات جو چھپ چکی ہیں اور جو چھپنے کے لئے باقی ہیں ان تمام کو یکجا کر کے منظر عام پر لایا جائے، کیوں کہ شاعر اپنے فکروفن کے ساتھ زندہ رہتا ہے اور پسِ مرگ زندہ ہونے کی یاد دلاتا ہے۔

ادارہ مشہور شاعر •رظہیر آبادی، عباس سلیم، عبدالرشید ارشد کا شکریہ ادا کرتا ہے، کیوں کہ انہیں حضرات کی وجہ سے یہ شمارہ منظر عام پر آیا ہے، نیز ادارہ ان تمام شعراء واُدباء کا شکریہ ادا کرتا ہے جو اس مخصوص شمارے میں معاون بنے۔ جزاک الله أحسن الجزاء.

ماہ رواں میں ملک کے مشہور ومقبول شاعر منور رانا اس جہان فانی سے کوچ کر گئے، منور رانا نے سماج کے چھوٹے بڑے اور اہم مسائل پر شعری پیرائے میں اہم گفتگو کی ہے اور لوگوں کو سننے، پڑھنے اور عمل کرنے پر نہ چاہتے ہوئے مجبور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے، آمین۔ ادارہ ان کی ادبی وشعری خدمات پر خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔

محمد محامد ہلال اعظمی

سید مسرورؔ عابدی شرفی القادریؒ، حیدرآباد

حمد باری تعالیٰ

نمازوں کا محور ہے اللہ ہی اللہ عبادت کا زیور ہے اللہ ہی اللہ
دو عالم کا خالق ہے رہتا ہے دل میں پسند اسکو یہ گھر ہے اللہ ہی اللہ

ترے نام سے روح میں تازگی ہے تری یاد سے راحتِ زندگی ہے
اسی سے مرے قلب کا گوشہ گوشہ مسلسل منور ہے اللہ ہی اللہ

تصوّر سے اُس کے ضیا ہی ضیا ہے معطّر معطّر چمن کی فضا ہے
یہی مختصر اُس کی حمد وثنا ہے وہی سب سے برتر ہے اللہ ہی اللہ

تجھے یاد کرنا عبادت ہے میری تری آرزو عین دولت ہے میری
ہر اک سانس میں ذکر اللہ ھو کا تسلسل برابر ہے اللہ ہی اللہ

رُخِ گل سے ظاہر لطافت ہے اُس کی ہے اُس کی ہی قدرت سے رنگین تتلی
سرِ عرش موجود رہتے ہوئے بھی دلوں میں اجاگر ہے اللہ ہی اللہ

کرن روشنی آئینہ پھول منظر جزیرے ہوائیں، صدف پیڑ موتی
ترا ذکر کر کر کے موجوں کی لَے پر سمندر سمندر ہے اللہ ہی اللہ

خیالوں میں گم صم ہے احساس پنہاں فروزاں فروزاں ہے شہرِ رگِ جاں
تجھے بھولنے کا نہیں کوئی امکاں ترا نام ازبر ہے اللہ ہی اللہ

چراغِ ثنا سے نظر ضوفشاں ہے تخیل میں لفظوں کا لشکر رواں ہے
وظیفے سے مسرورؔ حسنِ زباں ہے خیالوں کا محور ہے اللہ ہی اللہ

”نعتیہ مثلث“

سید مسرور عابدی شرفی القادریؔ، حیدرآباد

نعلین کی عظمت پہ فدا تاجِ شہی ہے
دہلیز پہ فردوس کی پیشانی جھکی ہے
وہ جس کے یہاں آنے کی اک دھوم مچی ہے
وہ میرا نبیؐ میرا نبیؐ میرا نبیؐ ہے

مُدثرؐ و طٰہٰ کا لقب جس کو ملا ہے
مُزمّل ویٰسین جسے حق نے کہا ہے
وہ نوری بدن جس سے کہ سایہ بھی جدا ہے
وہ میرا نبیؐ میرا نبیؐ میرا نبیؐ ہے

شاہی بھی کیا کرتی ہے جس در کی غلامی
ملتا ہے جہاں کنکروں کو اِذن کلامی
وہ جس کو شجر دیتے ہیں جھک جھک کے سلامی
وہ میرا نبیؐ میرا نبیؐ میرا نبیؐ ہے

کلمے میں جمال اُن کا دکھایا ہے خدا نے
اُس نام سے نام اپنا ملایا ہے خدا نے
وہ جس کو سرِ عرش بلایا ہے خدا نے
وہ میرانبیؐ میرا نبیؐ میرا نبیؐ ہے

خوش ہو کے غلامی کا شرف پا گیا سورج
خود اپنی ہی تقدیر کو چمکا گیا سورج
وہ جس کے اشارے سے پلٹ آ گیا سورج
وہ میرانبیؐ میرا نبیؐ میرانبیؐ ہے

آدمؑ کی جبیں جس کی تجلّی سے ہے چمکی
قرآن میں خالق نے ثنا جس کی رقم کی
تخلیق ہوئی جس کے لئے لوح و قلم کی
وہ میرا نبیؐ میرا نبیؐ میرا نبیؐ ہے

جو ظلم وستم سہہ کے بھی مصروفِ دُعا تھا
طائف میں بدن جس کا کبھی زخمی ہوا تھا
مسرورؔ جو غم لے کے خوشی بانٹ رہا تھا
وہ میرا نبیؐ میرا نبیؐ میرا نبیؐ ہے

سید مسرور عابدی شرفی القادریؒ، حیدرآباد

’’نعتیہ مسدّس‘‘

ہے زندگی کو اتنی عقیدت حضورؐ سے چلتی ہے سانس لے کے اجازت حضورؐ سے

پھولوں کو حُسن،حُسن کو رعنائیِ بہار
خاموشیوں کو نغمے پہاڑوں کو آبشار
ذرّوں کو نور، شمع کو لَو، ارض کو مدار
بے رنگ آسماں کو ملے، کہکشاں کے ہار

آئی ہے کائنات میں رنگت حضورؐ سے بے صورتی کو مل گئی صورت حضورؐ سے

جنّت بنے ہوئے ہیں علاقے دماغ کے
غنچے درود پڑھتے ہیں روحانی باغ کے
سَوسَو گلاب مہکے ہیں اِک ایک داغ کے
دِل میں اُجالے اُترے بہتّر چراغ کے

مدحت سرائی کو ملی رفعت حضورؐ سے فکر و نظر کی بڑھ گئی زینت حضورؐ سے

ہے حمد پر جو میم کا پردہ پڑا ہوا
نورِ خدا ہے نورِ نبی میں چھپا ہوا
اُن کا قصیدہ قرآن میں تحریر کیا ہوا
ہر لفظ ہے خیال میں دُلہا بنا ہوا

آئی تلاوتوں میں لطافت حضورؐ سے لہجہ میں گھل گئی ہے فصاحت حضورؐ سے

حاصل ہوئیں جو سرورِ عالم کی صحبتیں
بٹنے لگیں گلابوں میں ایماں کی نکہتیں
فاروقؓ کو شجاعتیں،عثماں کو غیرتیں
صدیقؓ کے نصیب میں آئیں صداقتیں

مولا نے پائی شانِ ولایت حضورؐ سے کون ومکاں میں عزّت وعظمت حضورؐ سے

نسخہ بہت ہی خوب ملا چین کا مجھے

دھون نصیب ہو گیا نعلین کا مجھے

دامن ملا ہے صاحبِ قوسینؐ کا مجھے

آقاؐ نے صدقہ دیدیا حسنینؓ کا مجھے

پیدائشی ہے ربط و محبت حضورؐ سے مجھ کو ملی غلامی نعمت حضورؐ سے

میری جبیں کو سجدوں کا ایسا شرف ملا

اُن کا چراغِ نقشِ قدم ہر طرف ملا

ایمان کی انگوٹھی کو درِّ نجف ملا

مدحت سرائی کرنے کا مجھ کو شغف ملا

آئی ہے شاعری میں نزاکت حضورؐ سے ہے فکروفن میں حق کی حلاوت حضورؐ سے

میں ہوں درِ رسولؐ ہے اشکوں کی ہے بہار

فریاد ہے لبوں پہ تو دِل بھی ہے بے قرار

آواز آرہی ہے رگِ جاں سے بار بار

سرکارؐ کے غلاموں میں ہوگا ترا شمار

آئے گی ترے حصّے میں نعمت حضورؐ سے مسرورؔ پوری ہوگی ضرورت حضورؐ سے

☆☆☆

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شبلی نعمانیؒ

دوس کا قبیلہ یمن میں رہتا تھا، طفیلؓ بن عمرو دوسی اسی قبیلہ کے رئیس تھے، وہ قدیم الاسلام تھے، مدت تک وہ اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے، لیکن وہ اپنے کفر پر اڑا رہا، ناچار وہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور قبیلے کی حالت عرض کر کے گذارش کی کہ ان کے حق میں بد دعا فرمائیے، لوگوں نے یہ سنا تو کہا کہ اب دوس کی بربادی میں کوئی شک نہیں رہا، لیکن رحمتِ عالم ﷺ نے جن الفاظ میں دعا فرمائی، وہ یہ تھے: اللّٰھم اھد دوسا وانت بھم خداوندا! دوس کو ہدایت کر اور ان کو لا۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی ماں مشرکہ تھیں، اپنی ماں کو وہ جس قدر اسلام کی تبلیغ کرتے تھے وہ ابا کرتی تھیں، ایک دن انھوں نے اسلام کی دعوت دی تو ان کی ماں نے آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی کی، حضرت ابو ہریرہؓ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ رونے لگے اور اسی حالت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا، آپ ﷺ نے دعا کی ''الٰہی ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت نصیب کر'' وہ خوش خوش گھر واپس آئے تو دیکھا کہ کواڑ بند ہیں اور ماں نہا رہی ہیں، غسل سے فارغ ہو کر کواڑ کھولے اور کلمہ پڑھا۔

عبداللہ بن ابی ابن سلول وہ شخص تھا جو عمر بھر منافق رہا، اور کوئی موقع اس نے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں اور علانیہ استخفاف واہانت کا ہاتھ سے جانے نہ دیا، کفارِ قریش کے ساتھ اس کی خفیہ خط وکتابت تھی، غزوۂ احد میں عین موقع پر اپنے ہم راہیوں کے ساتھ مسلمانوں کی فوج سے الگ ہو گیا، واقعۂ افک میں حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے والوں میں وہ سب سے آگے تھا، بااینہمہ اس کی فرد جرم کو رحمت عالم ﷺ کا حلم وعفو ہمیشہ دھوتا رہا، وہ مرا تو آپ ﷺ نے اس کی مغفرت کی نماز پڑھی، اس پر حضرت عمرؓ نے کہا ''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں، حالانکہ اس نے یہ کہا اور یہ کہا، یہ سن کر آپ ﷺ متبسم ہوئے اور فرمایا ''ہٹوائے عمرؓ'' جب زیادہ اصرار کیا تو فرمایا ''اگر مجھے اختیار دیا جاتا اور معلوم ہوتا کہ اگر ستر دفعہ میں نماز پڑھوں تو اس شخص کی بخشش ہو سکتی ہے تو میں اس سے بھی زیادہ پڑھتا''

بچوں پر شفقت: بچوں پر نہایت شفقت فرماتے تھے، معمول تھا کہ سفر سے تشریف لاتے تو راہ میں جو بچے ملتے ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے پیچھے بٹھاتے (راستہ میں بچے مل جاتے تو ان کو خود سلام کرتے)

ایک دن خالدؓ بن سعید خدمتِ اقدس میں آئے، ان کی چھوٹی لڑکی بھی ساتھ تھی اور سرخ رنگ کا کرتہ بدن میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: سَنہ سَنہ، حبشی زبان میں حسنہ کو سَنہ کہتے ہیں، چونکہ ان کی پیدائش حبش میں ہوئی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس مناسبت سے حبشی تلفظ میں حسنہ کے بجائے سَنہ کہا، آنحضرت ﷺ کے پشت پر جو مہر نبوت تھی ابھری ہوئی تھی، بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر معمولی چیز نظر آئے تو اس سے کھیلنے لگتے ہیں، وہ بھی مہر نبوت سے کھیلنے لگیں، خالدؓ نے ڈانٹا، آنحضرت ﷺ نے روکا کہ کھیلنے دو۔

(سیرۃ النبیؐ، جلد: دوم، ص: ۳۰۱-۳۰۲)

مولوی حبیب الرحمن۔حیدرآباد

صالحیت

پچھلی گمراہ قوموں کے واقعات تاریخ میں پڑھئے ان کی سیاست وتہذیب کا یہی نقشہ رہا اور اس ترقی یافتہ زمانہ میں بھی اللہ جل شانہٗ کے باغی اور نافرمان انسانوں کی زندگی کا جو چلن ہے ان کی حکومت کا جو نظام ہے، سرمایہ دارانہ ہو یا اشتراکی، شخصی ہو یا جمہوری، اس کے بھی یہی خط وخال ہیں۔ عقل اتنی اندھی ہوجاتی ہے کہ گندیوں کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اپنی حیوانی زندگی کو بہترین انسانی زندگی سمجھتے ہیں اور اس کا پرچار کرتے ہیں۔ بالکل سچ ارشاد ہے۔ "اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ اَوْ يَعْقِلُوْنَ اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا" (سورہ فرقان:44) ترجمہ: (کیا تم خیال کرتے ہو کہ ان میں سے اکثر بینا ودانا ہیں؟ نہیں! وہ جانور کی طرح ہیں بلکہ اس سے زیادہ (راہِ راست سے بھٹکے) گم کشتۂ راہ۔) پالتو جانور میں اتنی تمیز تو ہوتی ہے کہ وہ اپنے کھلانے پلانے والے کو پہچانتا ہے اور ایک حد تک اس کے اشاروں پر چلتا ہے مگر یہ اندھی عقل والے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں پرورش پاتے رہنے کے باوجود حق کو جھٹلاتے ہیں۔ شرک کا دوسرا عارضی وابدی نتیجہ حبطِ اعمال ہے۔ "لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ" (سورہ الزمر:65) ترجمہ: (اگر شرک کروگے، تمہارے عمل غارت ہوجائیں گے۔) واقعہ یہ ہے کہ انسان کو اس دنیا میں جو کچھ میسر آتا ہے وہ سعی ومحنت کے بعد ملتا ہے۔ ہاتھ پیر چلانے، (حرکت) کے بعد اس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ دیتے ہیں۔ محنت کے بعد ہی محنت کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ عمل برباد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی تمام تر کوششوں کا جو ایک مقصد یہ ہے کہ اس کو امن وسکون کی زندگی، بے خوف وحزن زندگی نصیب ہو تو اس کا یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا اور اس کو امن و راحت نصیب نہیں ہوتی۔ معاش کی طرف سے بعد از خرابی بسیار فراغت بھی ہو تو طرح طرح کے افکار وآلام اُس کو لپٹ جاتے ہیں نہ دماغ کو سکون ملتا ہے نہ دل کو چین۔ حبطِ اعمال کی یہ صورت تو اسی زندگی میں پیش آجاتی ہے۔ آخرت میں حبطِ اعمال کی صورت یہ ہے کہ مشرک غیر اللہ کو آخرت میں اپنا وسیلہ وشفیع سمجھ کر ان کی نذر ومنت کرتا رہتا ہے اور ان کے نام پر کافی روپیہ خرچ کرتا ہے تاکہ وہ اس کی مدد کریں اس کے یہ اعمال غارت ہوجائیں گے کیونکہ آخرت میں اس کا نہ کوئی شفیع ہوگا اور نہ ولی۔ "لَيْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ" (سورہ الانعام:70)۔ مشرکانہ بہیمانہ زندگی کی ابدی جزاء یہ ہے کہ مغفرتِ الٰہی وجنت سے یکسر محرومی نصیب ہوگی اور ابدی سوز وتپش کا عالمِ ناراس کا ٹھکانا ہوگا۔ "اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰهُ النَّارُ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ" (سورہ مائدہ:72) ترجمہ: (جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا آخرت کی خیر واقعی زندگی اس پر اللہ حرام کرے گا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔) اس کرۂ آتشیں میں خاک کے پتلے، آگ کے پتلے اور آگ کا ایندھن بن کر ہمیشہ ہمیشہ جلتے بھنتے رہیں گے۔ "اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

هُمْ فِيهَا خٰلِدُوْنَ" (سورہ البقرہ:39)۔ الغرض شرک ہی وہ شجرِ خبیث ہے، کفر ونفاق جس کی شاخیں ہیں۔

کُفر

کفر کی ایک جامع تعریف اللہ جل شانہٗ نے بیان فرمائی ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ هُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّهِیْنًا" (سورہ النساء:150-151)

ترجمہ: (بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں میں تفریق کریں اور کہتے ہیں کہ بعض پر ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض پر ایمان نہیں لاتے اور چاہتے ہیں کہ ایک درمیانی راستہ نکالیں ایسے لوگ واقعی کافر ہیں اور کافروں کے لئے ہم نے ذلت آمیز عذاب تیار رکھا ہے۔) ان آیات کے چار جز ہیں۔

1۔ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار

2۔ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کے حکموں میں تفریق

3۔ کسی رسول پر ایمان اور کسی کا انکار

4۔ اور ایک درمیانی راہ تجویز کرنا۔ جن کا مطلب یہ ہے کہ احکام وہدایتِ الٰہی، رسالت اور احکام رسالت کا انکار کرنے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی وہ ہدایتیں جو لازم و ملزوم ہیں ان میں فرق کرنے والے مثلاً رسولؐ نے جن چیزوں کو حرام فرمادیا ہے ان کو اللہ کی حرام کی ہوئی نہ سمجھنا یا نماز کو فرض سمجھنا مگر پانچ وقت کی نمازوں کو فرض نہ سمجھنا، شریعت کے کسی حصہ پر عمل اور کسی حصہ کو ترک کرنے والے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے، از ابتدا تا ایں دم تمام انسانوں کے لئے ایک ہی دینِ الٰہی دینِ اسلام کو نہ ماننے والے، حق و باطل کا ایک مخلوط مسلک اختیار کرنے والے ایسے تمام لوگ کافر ہیں اور اس قسم کے خیالات کفر ہیں۔ مزید تفصیل کتابوں میں درج ہے۔ یہاں چند ایسی باتیں لکھی جاتی ہیں جن کو عام طور پر کفر نہیں خیال کیا جاتا۔

1۔ دین کے احکام کو اپنے لئے مضر یا غیر مفید یا موجب شرم واہانت سمجھ کر اختیار نہ کرنا کفر ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ سے ناامید ہونا کفر ہے۔

3۔ اہلِ حق سے تمسخر کرنا اور دین کا مذاق اڑانا کفر ہے۔

4۔ گناہ کو گناہ نہ سمجھنا اور گناہ کر کے اُس پر خوش ہونا، اترانا اور منہیات کو موجبِ خیر وصلاح سمجھنا کفر ہے۔

دنیا کی محبت کی وجہ سے موت سے دہشت زدہ رہنا اور گھبرانا، درِ باطل کے بھکاری بنے رہنا، اہلِ باطل کے باطل اغراض و مقاصد میں ان کا معین و مددگار بننا اور ان کی تائید میں اپنی مالی وجسمانی قوتوں کو صرف کرنا اس نیت سے کہ کچھ دنیا کا نفع حاصل ہو جائے کفر ہی کے اجزاء ہیں۔ اقبال کے ان اشعار میں اسی کافرانہ ذہنیت کی طرف اشارہ ہے۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟
یہ کافری تو نہیں کافری سے کم بھی نہیں
کہ مردِ حق ہو گرفتارِ حاضر و موجود

اپنے رب و مالک کے جاں نثار بندے بن کر انسانوں کی غلامی سے آزاد رہنے کی جدوجہد کرتے رہنے کے بجائے اہلِ باطل کی غلامی و تابعداری کے نشہ میں مخمور ومست ہیں یہ اس بات کی علامت ہے کہ۔

قلب میں سوز نہیں روح (نفس) میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ الٰہی کا تمہیں پاس نہیں

وہ زندگی بخش پیغام جس کی حقیقت یہ ہے کہ انسانوں پر انسانوں کی حکومت انسان کے لئے دارین میں موجبِ خیرو فلاح نہیں بلکہ اللہ کے بندوں کی بھلائی' دنیا و آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرمانبردار رہیں اس پیغام کے وارث ابدی نفع وضرر کو بھول کر انسانوں پر انسانوں کی حکومت کی ہواخواہی میں اپنی بھلائی دیکھ رہے ہیں۔ایک طرفہ تماشہ ہے کہ فسق وباطل کی خدمت بھی اور حق کی پاسبانی کا ادعا بھی۔

چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

کفر کا بدل بھی رحمتِ حق سے محرومی اور ابدی نار ہے

"اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا لَایَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا"(سورہ الاحزاب:64-65) ترجمہ:(اللہ نے بے شک کافروں کو رحمت سے محروم کردیا ہے اوران کے لئے جہنم تیار کی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔وہاں وہ کوئی حامی ومددگار نہیں پائیں گے)

نفاق

نفاق' صدق واخلاص کی ضد ہے۔ایمان میں صدق و اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کی دعوت جس مقصد کے لئے دی ہے وہی ہمارا مطلوب ومقصود ہو' ہر کام میں اسی پر نظر ہو اور وہ آخرت کا ابدی نفع ہے۔ "وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِـــرَۃَ"(سورہ الانفال:67) ترجمہ:(اللہ تعالیٰ تو (تمہاری) آخرت کی بھلائی چاہتے ہیں۔) اس لحاظ سے نفاق جو صدق واخلاص کی ضد ہے یہ ہے کہ ایک طرف اسلام وایمان کا دعویٰ ہو اور ادھر ہر کام میں بجائے آخرت کے' دنیا کا نفع مطلوب رہے' نفاق بڑا پوشیدہ مرض ہے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں وحی سے صدق ونفاق کا فرق معلوم ہوجاتا تھا۔اب مرض نفاق کا پتہ چلانا ایک مصلح کے لئے بڑی دقتِ نظر کا کام ہے لیکن کتاب وسنت میں اس مرض کی جو علامتیں بیان کی گئی ہیں ان سے اس مرض کا پتہ لگا کر انسان اپنی اور دوسروں کی اصلاح کرسکتا ہے۔مثلاً

1۔ جب اُن کو اللہ ورسولؐ کی اطاعت کے لئے کہا جاتا ہے تو پہلوتہی کرتے ہیں اور اطاعت سے جی چراتے ہیں۔ "وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْکَ صُدُوْدًا"(سورہ النساء:61)۔

توضیح:- (اللہ ورسولؐ کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ (کاروبار میں) دنیا کا نفع وضرر پیشِ نظر نہ ہو بلکہ آخرت کا نفع وضرر سامنے ہو۔اللہ ورسول کی اطاعت سے جی چرانے کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ نفع آخرت کے مقابلہ میں نفعِ دنیا کو ترجیح دیتے ہیں، یہ نفاق کی علامت ہے۔)

2۔"وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی"(سورہ النساء: 142) ترجمہ:(جب وہ نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی کاہلی اور سستی سے کھڑے ہوتے ہیں۔)"وَلَا یَاْتُوْنَ الصَّلٰوۃَ اِلَّا وَھُمْ کُسَالٰی وَلَا یُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَھُمْ کٰرِھُوْنَ" (سورہ توبہ:54) ترجمہ:(اور نماز کے لئے آتے بھی ہیں تو بڑی ہی سستی وکاہلی کے ساتھ اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے مگر بڑی ہی ناگواری کے ساتھ۔) یعنی بے دلی وبے توجہی سے نماز پڑھتے ہیں، وقت گزار کر پڑھتے ہیں اور اس طرح پڑھتے ہیں کہ نہ قیام درست نہ رکوع، سجدہ درست نہ تلاوت۔

3۔"یُرَآءُوْنَ النَّاسَ"(سورہ النساء:142) جو کام بھی کرتے ہیں وہ دکھاوے اور نام ونمود وشہرت کے لئے کرتے ہیں۔ (ماخوذ:رہنمائے فطرت،ص:۹۱-۹۶)

خادم لغۃ القرآن الکریم (پروفیسر ڈاکٹر) **محمد مصطفی شریف**۔ ڈین فیکلٹی آف آرٹس، عثمانیہ یونیورسٹی،
چیرمین ڈپارٹمنٹ آف عربک عثمانیہ یونیورسٹی، وڈائرکٹر دائرۃ المعارف العثمانیہ

نعت نبی ﷺ عبادت سے کم نہیں

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی أشرف الانبیاء والمرسلین و علی آله الطاهرین و صحبه الاکرمین أجمعین و من تبعهم باحسان الی یوم الدین، اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم، بسم الله الرحمن الرحیم.

وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ.(البقرة:۱۶۵)

مؤمنین سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرتے ہیں۔

محبت کا آخری درجہ عشق ہے اور جب عشق سر چڑھ کر بولتا ہے تو جنون کے درجہ میں داخل ہوتا ہے۔ لفظ ''عشق'' پوری قرآن مجید میں کہیں بھی مذکور نہیں ہے، البتہ ''اَشَدُّ حُباً'' اس کا قریبی مفہوم ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم

معارف شرح عوارف میں حضرت خواجہ بندہ نواز قدس سرہٗ نے حضرت ابواللیث سمرقندی قدس سرہٗ کے قول سے اسم جلالہ یعنی ''اللہ'' کے قول کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: اللہ کو اللہ اس وجہ سے کہا گیا کہ **''لانه یوله قلوب العباد بمحبته''** (کیونکہ وہ بندوں کے دلوں کو اپنی محبت سے سرشار کرتا ہے یا بندوں کے دلوں کو اپنی محبت سے مجنون کردیتا ہے)۔ (معارف العوارف از خواجہ بندہ نواز زیر مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ)

حضرت ابوجعفر مکی قدس سرہٗ العزیز بر برادر طریقت حضرت بندہ نواز قدس سرہ اپنی تصنیف منیف ''بحر المعانی'' میں عشق اور جنون کے اسرار بیان فرماتے ہوئے رقمطراز ہے:

الجنون نور من جواهر العشق، والعشق نور من جواهر العقل، العقل من جواهر السماوات، والسماوات نور من جواهر الکرسی، والکرسی نور من جواهر العرش، والعرش نور من جواهر القلب، والقلب نور من جواهر الروح، والروح نورمن جواهر السر الصمدیة جلت قدرته، والسر نورمن نور محمد ﷺ، ونور محمد جواهر من ذات الله تعالیٰ، الانسان سری و بنیانی، سألت عن قطب العالم قدس اللّٰه سره العزیز، ما الانسان نور کما قال علی کرم اللّٰه وجهه، سمعت عن رسول الله ﷺ انه قال ''الانسان نور فهو ذات البشر فذاته نور من ذاتی و ذاتی نور من ذات الله تعالیٰ (بحر المعانی از: حضرت شیخ ابوجعفر حسین مکی معہ ترجمہ اردو از حضرت حافظ شاہ تقی انور قلندری علوی کاکوروی: ۴۱۴و۴۱۵)

ترجمہ:- جنون ایک نور ہے عشق کے جوہر میں سے اور عشق ایک نور ہے عقل کے جوہر میں سے اور عقل آسمانوں کے جوہر کا نور ہے اور آسمان کرسی کے جوہر کا نور ہے، اور کرسی عرش کے جوہر کا نور اور عرش قلب کے جوہر کا نور، قلب روح کے جوہر کا نور اور روح حضرت صمدیت جلت قدرتہٗ کے سر کا جوہر اور سر نور ہے محمد ﷺ کے نور سے اور نور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی ذات کا جوہر ہے۔ انسان سرالسر اور بنیاد ہے۔ میں نے قطب عالم قدس اللہ سرہٗ سے عرض کیا ''کیا انسان

نور ہے؟'' جیسا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا: میں نے سنا نبی ﷺ سے آپ نے فرمایا انسان نور ہے وہ ذاتِ بشر ہے اس کی ذات میری ذات کا نور ہے اور میری ذات اللہ کی ذات کا نور ہے۔ (البحر المعانی از: حضرت شیخ ابوجعفر حسینی مکی معہ ترجمہ اردو از حضرت حافظ شاہ تقی انور قلندری علوی کا کوروی: ۴۱۴ و ۴۱۵) طالبان عشق وجنون کیلئے صدائے الٰہی بجوائے حبیبہ علیہ الصلاۃ والسلام ہے کہ:

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ.

''فرمادیجئے (اے حبیبؐ) اگر تم کو حبِ الٰہی کا دعویٰ ہے تو میری اتباع اس کی دلیل ہے، بغیر دلیل کے دعویٰ باطل وزاہق ہے''۔

یعنی اے لوگو اگر تم اپنی گردنوں میں میرے حبیب کی غلامی کا طوق ڈالو گے تب تم محبوبِ الٰہی بن جاؤ گے۔ اتباع کا جذبہ اس وقت پروان چڑھے گا جب اتباع کرنے والے کی محبت ومودت کمال کو پہنچ جائے تو پتہ چلا کہ حب نبی ﷺ ہی جب خدا ہے۔

اسی طرح تعظیم نبی ﷺ ہی تعظیم خدا ہے اور کیوں نہ ہو جب صفا ومروہ کی نسبت حضرت ہاجرہ علیہا الصلاۃ والسلام کے مبارک قدموں سے ہوگئی تو وہ شعائر اللہ قرار پائے جیسا کہ ارشاد باری ہے: اِنَّ الصَّفَا وَ الۡمَرۡوَۃَ مِنۡ شَعَآئِرِ اللّٰہِ. بے شک صفا ومروہ اللہ کے شعائر ہیں۔

ہدی کے جانور کی نسبت بیت اللہ سے ہوئی تو وہ شعائر اللہ بن گئے جب بے جان پتھر حضرت ہاجرہ کی نسبت سے شعائر اللہ ٹھہرے اور جانور بیت اللہ کی نسبت سے شعائر اللہ ٹھہرے تو حضرت آمنہؓ اور بی بی حلیمہ کی گودیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زانو یقیناً شعائر اللہ ہی نہیں بلکہ شعائر گر ہوں گے۔

سورۃ حجرات میں رب تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ:(سورۃ حجرات:۱)

آگے مت بڑھ جاؤ اللہ اور رسول کے۔ یعنی اللہ اور رسول کے آگے مت بڑھو، اس آیت کے شانِ نزول میں دو روایتیں مذکور ہیں ایک روایت کے مطابق بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ کے اعلان ہلال سے پہلے روزے شروع کردیئے اور دوسری روایت میں ہے کہ بعض صحابہ حضور کی قربانی سے پہلے اپنی قربانی پیش کردیئے۔ یہ عمل اگرچہ کہ اللہ کیلئے اور اللہ کے نام پر ہوئے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو ناپسند فرماتے ہوئے صحابہ کرام کو متنبہ فرمایا کہ اللہ اور رسول سے آگے مت بڑھو۔ اسی آیت میں غور کرنے پر پتہ چلا کہ صحابہ کرام کا عمل تو رسول اللہ ﷺ کے عمل سے آگے بڑھا تھا لیکن اس آگے بڑھنے کو اللہ سے بڑھنے کو تعبیر کیا گیا تو پتہ چلا کہ رسول سے آگے بڑھنا گویا اللہ سے آگے بڑھنا ہے۔ فِیۡہِ عِبۡرَۃٌ لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ.

الغرض نبی ﷺ کی محبت اللہ کی محبت ہے۔ نبی کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت عین اللہ کی اطاعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

من أحب شيئاً أكثر من ذكره، او كمال قال صلى الله عليه وسلم.

یعنی جب کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو وہ اس کا خوب ذکر کرتا ہے۔ یعنی اس کو محبوب کے ذکر کرنے میں اور سننے میں مسرت ہوتی ہے۔ چنانچہ نعت گو حضور ﷺ کی مدح اور نعت کے ذریعہ اطمینان اور سکون کی دولت پاتا ہے۔ وہ رات دن اس نورانی پیکر کے حسن وجمال کے قد وخال کو شعری قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرتا ہے کہیں وہ رخ انور

کی تعریف کرتا ہے تو کہیں زلف عنبری کا ذکر کرتا ہے کبھی قَـابَ قَـوْسَیْنِ اَوْاَدْنٰی کا نقشہ کھینچتا تو کہیں اَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کی منزل کا ذکر کرتا ہے بس اسی نورانی افکار سے ایک نعت گو کی زندگی گزرتی ہے جو عبادت سے کم نہیں۔

حدیث شریف کی معتبر کتابوں بخاری، مسلم وغیرھما میں مذکور ہے کہ قبر میں میت سے تین سوال ہوں گے جس میں تیسرا سوال ذات رسالت اقدس ﷺ کے بارے میں ہوگا کہ اس خلاصۂ کائنات کے بارے میں تو دنیا میں کیا کہتا تھا۔ کیا منبر و مجلس میں ان کی تعریف و توصیف کرتا تھا؟ یا ان کی شان میں گستاخانہ کلمات بکتا تھا؟ جب یہ سوال ایک نعت گو یا نعت خواں سے پوچھا جائیگا تو یقیناً وہ یہی کہے گا کہ

کلمہ میں جمال انکا دکھایا ہے خدا نے
اس نام سے نام اپنا ملایا ہے خدا نے
وہ جس کو سرعرش بلایا ہے خدا نے

وہ میرا نبی، میرا نبی، میرا نبی ہے
آدم کی جبیں جس کی تجلی سے ہے چمکی
قرآن میں خالق نے ثنا جس کی رقم کی
تخلیق ہوئی جس کے لئے لوح و قلم کی

وہ میرا نبی، میرا نبی، میرا نبی ہے

استاذِ سخن محترمی سید مسرور عابدی شرفی القادری کا مذکورہ بالا نعتیہ مثلث ہر عاشق رسول کے جذبات کی غمازی کرتا ہے، مسرور عابدی ایک کہنہ مشق شاعر ہے۔ انہوں نے کئی نعتیہ مشاعروں میں اپنی دلسوز نعتوں سے سامعین کے دلوں کو حب نبی سے سرشار کیا اور خوب دادِ تحسین حاصل کی، انہوں نے مختلف اصناف کو نعت نبی سے مشرف و مزین کیا۔

ان کے مجموعہ کلام ''یا صاحب الجمال ﷺ'' میں نورانی اور عرفانی نعتوں کے علاوہ خلفاء اور راشدین اور مشاہیر اولیاء کی شان میں منقبتیں شامل ہیں جو شاعر کے عقیدہ و فکر پر دال ہیں۔ مسرور کی نعتوں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے ادق مضامین کو بڑی خوش اسلوبی سے آسان پیرائے میں بیان کر دیا ہے گویا انہوں نے سمندر کو کوزہ میں بند کر دیا۔ ملاحظہ ہو:

حق مخاطب ہے ہر آیت میں رسولؐ پاک سے
محفل نعتِ نبیؑ ہے محفلِ قرآنِ پاک

کتنا جامع شعر ہے اس میں ارشاد ربانی ''قل'' کی تفسیر آگئی اور عشق کی نظر سے دیکھا جائے تو سارا قرآن مجید گلدستۂ نعت ہے۔ وہ نعلینِ پاک جن کی عرش تک رسائی ہے اور اس نقش کا احترام ہر بلندی کی ضمانت ہے کو مسرور صاحب نے کتنی عقیدت سے سراہا ہے ملاحظہ ہو:

نعلینِ پاک سر پہ اٹھانے کی دیر تھی
مسرور میں بھی صاحبِ دستار ہو گیا

صاحبِ دستار کا جملہ غور طلب ہے کہ ان کے نعلین کے نقش کا احترام غلامِ مصطفیٰ کو کیا سے کیا بنا دیتا ہے۔ **الحکمة ضالة المؤمن** اور شفاعت کبریٰ کو کتنا حسین شعری قالب دیا ملاحظہ ہو:

جہاں میں حکمت و دانائی کے اقوال جتنے ہیں
رسول اللہ کے ارشادات کی سب خوشہ چینی ہے
شفیع حشر کا دامن اگر ہاتھ اپنے آجائے
ہماری مغفرت مسرور محشر میں یقینی ہے

صاحب لولاک اور حبیب رب العالمیں کی وسعتِ علمی کی ترجمانی کرتے ہوئے مسرور صاحب فرماتے ہیں:

خزانہ ہیں علمِ الٰہی کا آقاؐ
ہر اک کا حسب و نسب جانتے ہیں

عقیدہ بنیاد ہے اعمال عمارت ہے اگر بنیاد مضبوط ہو تو عمارت بھی مضبوط ورنہ........مسرور صاحب کا عقیدہ ملاحظہ ہو:

خوش عقیدہ ہوں وسیلے کا بھی قائل ہوں
میں مانگتا رب سے ہوں اور شاہِ ہدیٰؐ دیتے ہیں

یہ شعر حدیث شریف **"انما انا قاسم واللہ یعطی"** کی واضح تصویر ہے الغرض بموجب ارشاد رسالت مآب ﷺ **"ان من الشعر لحکمة"** (شعر میں حکمت ہوتی ہے۔) عمدہ شعر کی خوبی یہ ہے کہ عام فہم ہو اور پڑھنے اور سننے پر دل و دماغ میں گھر کر جائے یہ وصف مسرور صاحب کی شاعری میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کی شاعری میں تلمیحات تشبیہات واستعارات کا دور دور تک گذر نہیں ہے ان کی شاعری اتنی سہل اور عام فہم ہے کہ ایک مبتدی بھی اس کو سمجھ لیتا ہے جبکہ یہ بات مسلّم ہے کہ

"معنی الشاعر فی بطنِ الشاعر"

شعر کا مفہوم شاعر کے ہی سینے میں رہتا ہے۔ یعنی شاعر کیا کہنا چاہتا ہے وہ شاعر ہی جانتا ہے ایسا شعر یقیناً قافیہ اور ردیف سے مزیّن و مرصّع تو ہو سکتا ہے لیکن اس کے اندر کوئی پیغام نہیں ملتا۔

آخر میں یہ عاجز محترمی مسرور عابدی صاحب کی خدمت میں صمیم قلب سے ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اس مجموعہ کو قبول عام عطا ہو اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں اس کی پذیرائی ہو۔ آمین بحرمة سید المرسلین۔ (ماخوذ "یا صاحب الجمال")

حافظ وقاری الحاج **عظمت اللہ** جعفری۔ حیدرآباد

تعزیتی اشعار مسرور عابدیؒ

یادوں میں جگمگاتے ہیں مسرور عابدی
ہر لمحہ یاد آتے ہیں مسرور عابدی

عشقِ نبی کی شمعیں یہ کہتی ہیں باوضو
مدحِ نبی جگاتے ہیں مسرور عابدی

ہم جیسے اُن کے چاہنے والوں کے قلب میں
بزمِ حسن سجاتے ہیں مسرور عابدی

یادوں کی بزمِ پاک میں آ آ کے با ادب
نعتیں ہمیں سناتے ہیں مسرور عابدی

شاگرد اور چاہنے والے ادب سے آج
یاد آپ کی مناتے ہیں مسرور عابدی

نعت اور غزل یہ حمد سے کرتے ہیں معروضہ
مدحت کا فن سکھاتے ہیں مسرور عابدی

سب لفظ ہیرے جیسے ہی جڑ کر یہ کہے اُٹھے
ہم سب کو یہ سجاتے ہیں مسرور عابدی

سانسوں کا لے کے جائزہ عظمتؔ نے یہ کہا
ہر سانس میں سماتے ہیں مسرور عابدی

گدائے درِ رسول اکرم ﷺ سید مسرورؔ عابدی شرفی القادری

میں اور میری نعت گوئی

دعاؤں کے موسم گنبدِ خضریٰ کی ہری جالیوں کو بوسہ نہ دیں تو عرشِ معلیٰ تک رسائی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ حضور پر نورؐ کا وسیلہ ہماری بخشش کی ضمانت ہے۔ اس جذبۂ حقیقی کیلئے خوش عقیدگی ضروری ہے۔ خالقِ عالم کا احسانِ عظیم ہے کہ

خوش عقیدہ ہوں وسیلے کا بھی قائل ہوں میں
مانگتا رب سے ہوں اور شاہِ ہدیٰ دیتے ہیں

چاہتا ہوں کہ جوارِ گنبدِ خضریٰ کی تابانیوں میں گھل جاؤں یہاں تک کہ

یا دِرسولِ پاکؐ میں کھو جاؤں اس قدر
دنیا تمام عمر مجھے ڈھونڈتی رہے

میرا مشغلہ صرف اور صرف یادِ رسولِ اکرمؐ ہے۔ روحانی رتجگے میری آنکھوں کو مدینے کی جانب دیکھنے کی توفیق عطا کرتے ہیں تو مجھے کہنا ہی پڑتا ہے کہ

ہمیں تو کام ہے دن رات ان کے جلوؤں سے
یہ کون دیکھے بڑا دن ہے رات چھوٹی ہے

مدحتِ سرورِ عالمؐ کی برکت سے

قلم دوات، سیاہی، لغت نظر کاغذ
میں نعت لکھوں تو دفتر تمام خوشبو دے

شہرِ علم کی دہلیز سے روشنی کے پھول چُننا اور قصرِ دیدہ ودِل کی منڈیروں پر عشقِ رسولؐ کی بیل چڑھانا مرا پیدائشی عمل ہے۔

میرا نام جو میرے والدین نے رکھا سید محمد مصطفیٰ علی عابدی ہے اور قلمی نام سید مسرور عابدی شرفی القادری ہے۔ عابدی اس لئے کہلاتا ہوں میں حضور سیدنا امام زین العابدینؓ کی اولاد سے ہوں، شرفی اس لئے ہوں پیر و مرشد سید سیف الدین شرفیؒ سے غلامی کا شرف حاصل ہے اور مرا طریقتی نام سید فصیح اللہ پاشاہ ہے۔

میری خوش بختی کہئے کہ

مسرورؔ حسینی ہوں میں اولادِ علیؑ ہوں
ہر سانس میں ہے عابدِ بیمارؑ کی خوشبو

اور فیضانِ نسبت کہئے کہ میری سوچوں کے خوش رنگ پرندے ہمہ وقت طوافِ گنبدِ خضریٰ میں مشغول رہا کرتے ہیں۔ شعر کہتا ہوں تو ہمیشہ اس کمی کا احساس دامن گیر رہتا ہے کہ کہاں مجھ سا شاعر کمترین اور کہاں مدحتِ رسول کریم ﷺ

نبیؐ سے رابطہ کتنا ہی کیوں نہ ہو مسرورؔ
نبیؐ کی ذات بڑی اپنی ذات چھوٹی ہے

میرے آقا اور مولاؐ کی نورانیت لازوال، آپ ﷺ کی بشریت بے مثال، سید المرسلینؐ کی تشریف آوری ہم غلاموں پر خدائے بزرگ و برتر کا عظیم احسان ہے۔ مرے آقاؐ کی سیرتِ قدسیہ بہارِ بے خزاں ہے۔ خود خداوند تعالیٰ نے **وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ** فرما کر آپ ﷺ کے ذکر کو سر بلند کر دیا۔ عشقِ رسول پاک ﷺ کا آفتاب زوال اور کہن سے مبرا ہے۔

عشقِ رسولِ پاکؐ کو خوفِ زوال کیا
یہ ایسا آفتاب ہے جو ڈوبتا نہیں

میری نعت گوئی عطائے رسولِ کریم ﷺ ہے۔ مجھے نعت گوئی میں کوئی دعویٰ نہیں ہے میں تو وہی کہتا ہوں جو مجھ سے میرا رب کہلواتا ہے۔

شاعر اہل بیت سید داؤد حسینی اظہر۔ حیدرآباد

خراج عقیدت

استاذ الشعراء حضرت سید مسرور عابدی شرفی القادری علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں

جان ابو تراب تھے مسرور عا بدی
زہرہ کے تم گلاب تھے مسرور عابدی
سادات تھے رسولِ خدا کی تھے آل سے
وہ حق کا انتخاب تھے مسرور عابدی
حمد اور نعت ہو کہ غزل ہو کہ منقبت
ہر فن میں کامیاب تھے مسرور عابدی
آلِ نبی کے عشق کی تحریر جس میں تھی
ایسی ہی ایک کتاب تھے مسرور عابدی
عشقِ حسن حسین کی تھی جن میں روشنی
اک ایسا اللہ افتاب تھے مسرور عابدی
شاعر تھے باکمال ترنم بھی خوب تھا
شعر و سخن کا باب تھے مسرور عا بدی
گھل مل کے سب میں رہتے تھے یہ بھی کمال تھا
گویا کہ مثلِ آب تھے مسرور عابدی
اظہر کہاں سے لائے تمہارا کوئی جواب
تم جب کہ لا جواب تھے مسرور عا بدی

عباس سلیم، حیدرآبا، تلنگانہ

تعزیتی کلام

تعزیتی کلام بارگاہ استاذ الشعراء استاذ محترم حضرت سید مسرور عابدی شرفی القادری المعروف فصیح اللہ پاشاہ علیہ الرحمہ

زندگی میں میری اک خلا سا ہو گیا
اُستاد جو گذر گئے ہیں بوکھلا سا گیا
بیباک سخن ور تھے مایا ناز شاعر تھے
قلم کاروں میں اُن سا نہ کوئی دیکھا گیا
روشن تھا اُنہی سے اُردو اَدب کا گلستان
وِصالِ مسرورؔ سے گلشن میں اندھیرا چھا گیا
ممکن ہے حشر میں پھر ہوگی ملاقات
احساسِ اُمید کو پھر اک دلا سا ہو گیا
پھر کوئی مسرور نہ مل سکے گا جہاں میں
اُن کی یادیں ہی عباس کا اثاثہ ہوگیا

آخر میں ممنون ہوں پروفیسر ڈاکٹر مصطفیٰ شریف صاحب کا کہ اُنھوں نے میری نعتیہ شاعری پر مضمون لکھ کر مسرور کیا۔ اور میں ممنون ہوں پروفیسر ایس اے شکور صاحب چیئر مین اُردو اکیڈمی تلنگانہ اسٹیٹ کا۔ شکیل بھائی عائش آفسیٹ پرنٹرس کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ اُنھوں نے اس کتاب کو سجانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

(ماخوذ ”یا صاحب الجمالؐ“)

محمد نصراللہ خان۔سینئر جرنلسٹ حیدرآباد

جناب مسرور عابدی شرفی القادری شعروسخن کا چمکتا ستارہ

''میں نے صحرا کو بھی گلزار بنا رکھا ہے''

ممتاز شاعر جناب مسرور عابدی شرفی نے جس وقت اپنی آخری سانس لی اس وقت میں استاد جناب اجمل محسن اور جمیل نظام آبادی کے جلسہ تعزیت میں ورنگل گیا ہوا تھا، اسی دن جناب اقبال دردؔ نے فون پر اطلاع دی کہ جناب مسرور عابدی کا انتقال ہوگیا۔سن کر حیران ششدر اور طبیعت مضمحل ومضطرب بہت دیر تک رہی ان کے حق میں مغفرت کے کلمات نکلے۔تفصیلات حاصل کی گئی شیخ اطہر احمد جو ہمارے دوست ہیں ان کے تعلقات جناب مسرور عابدی کے بھائی جناب مجتبیٰ عابدی سے ہیں انھوں نے بتایا کہ رات مجتبیٰ عابدی کا فون آیا تھا طبیعت رات میں بگڑ گئی جو سنبھلنے کا نام نہیں لے رہی تھی یہاں تک صبح کی اولین ساعتوں میں وہ دنیا سے کوچ کر گئے۔دل ہی دل میں ان کے لیے دعا کی گئی انھوں نے کہا تھا کہ مجھ سے ملاقات کریں گے جس کی انھیں یاددہانی بھی کروائی گئی۔لیکن ملاقات کے نہ ہونے کا ملال رہا اور دل وذہن نے سوچا کہ موت وحیات کے فیصلے تو آسمان پر طے ہوتے ہیں زمین پر اس کی تعمیل فرشتوں کے ذریعے کروائی جاتی ہے۔ جناب مسرور صاحب سے ایک وقت پوچھا کہ آپ مجھ سے ملنا کیوں چاہ رہے ہیں مجھ میں وہ کیا خاص بات دیکھی کہ میں آپ کے کام آسکوں۔کہنے لگے بس ملنا ہے میاں آپ سے۔کیا کروں فرصت نہیں مل رہی ہے۔ آپ کے مکان کی طرف آنا بھی ہوا مگر مل نہ سکا آخر میرے دل میں رہا نہیں گیا، ایک محفل میں ملاقات ہوئی کہنے لگے کچھ نہیں میاں۔۔۔تم نے ممتاز شاعر و قلمکار ڈاکٹر نادر المسدوسی صاحب کی شخصیت پر سنایا مضمون مجھے پسند آیا اس لیے دل چاہ رہا کہ تمھارے قلم سے کچھ ہماری حقیر کاوش کوشش پر کچھ لکھوا لوں۔۔۔میں نے کہا مسرور بھائی آپ اور آپ کی شخصیت فن شاعری اس پر میرا قلم۔۔کہنے لگے ایسا مت کہو تم میں لکھنے کی صلاحیت ہے۔۔اخبارات میں تمھاری رپورٹنگ اور سیاست کے زیر اہتمام ہونے والے دو بہ دو ملاقات پروگرام اور دوسرے پروگرام یہاں تک کہ منصف و سیاست میں ایڈیٹرس کے نام خطوط اور مضامین کو دیکھا ہوں۔۔ہم جانتے ہیں تمہاری قلمی صلاحیت کو کہنے لگے لکھتے یا نہیں۔۔۔میں نے کہا ضرور لکھوں گا۔اسی سوچ میں تھا کب ملاقات ہوگی اور ان کی کہی بات کو پورا کروں یہاں تک کہ وقت آیا ہی نہیں اور دوبارہ ملاقات نہ پائی۔جناب مسرور عابدی صاحب سے کسی محفل میں ملاقات ہوتی خندہ پیشانی سے ملا کرتے اپنے بازو بٹھاتے۔بظاہر دبلے پتلے انسان تھے مگر قلب وسیع وقوی تھا اور انھیں دیکھنے پر ایسا محسوس ہوتا کہ کوئی عارضہ ہے ہی نہیں۔ہمیشہ ہونٹوں پر مسکراہٹ رہا کرتی اس سے ان کا مسرور پن علانیہ ظاہر ہوتا یہاں تک کہ کسی سے فون پر گفتگو کرتے نپی تلی انداز کی ہوا کرتی۔ شاعری کے اس میدان کو اپنایا اور اپنے استاد حضرت نظیر علی عدیل کی شاگردی انھیں نصیب ہوئی اس لیے انھوں اپنے

استاد کے سامنے دوزانو ادب طے کرتے ہوئے شاعری کے رموز ابجد اور عروض اور اس سے متعلق فن سیکھا اور اپنے استاد کی عزت ادب ان کی زندگی میں اور مابعد زندگی میں کرتے ہوئے دکھائی دیے۔ان کی شاعری میں ادبی رنگ کے ساتھ مذہبی رنگ ازل سے دیکھا گیا اس لیے ان کی شاعری کو سننے اور پڑھنے سے ہر شعر میں خوشبو ہی خوشبو محسوس کی گئی یہی وجہ ہے کہ شعری دنیا شاعری کے میدان کا استاد ماننے لگی اس لیے ان کے بہت سارے شاگرد شہر و اضلاع میں ہیں انھوں نے حمد و نعت و منقبت لکھنے میں بڑا کمال پیدا کیا جس کی وجہ ان کے مدمقابل ان کا ہمعصر کوئی نظر نہیں آتا۔جب کسی مشاعرہ میں شاعر اپنا کلام سناتے ان کے پوڈیم کے ہاں کھڑے ہونے اور اپنے جیب سے کلام پڑھنے کے لئے لکھی ہوئی پرچی نکالنے اگر پرچی ایک جیب میں نہ ملے تو دوسری جیب ٹٹولنے کے اس طرز پر مخالفت کرتے اور کہتے میاں نصر اس حرکت کا میں سخت خلاف ہوں اور کہا کرتے کہ شاعر کی خوبی یہ ہو کہ اس کو اپنا کلام ازبر ہو اس کے باوجود اپنے ساتھیوں اور شاگردوں سے کوئی غلطی ہو جائے تو اس کو نظر انداز و معاف کرنے کا جذبہ ان میں موجود تھا۔ان کے فن اور خوبیوں کے متعلق ان کے شاگردوں سے بات کی گئی تو انھوں نے بتایا کہ وہ ایک اچھے انسان اور اچھے استاد کے ساتھ حالات پر گہری نظر رکھنے والے شاعر تھے کسی شاگرد میں کوئی غلطی نظر آتی فوری اصلاح کر دیتے اور ان سے کسی کو تکلیف پہنچے اور کوئی انھیں تکلیف دے تو اسے معاف کرنا اپنا وصف بنالیا اس پر عمل پیرا بھی رہے۔وہ اپنے عمر سے کم اور اپنے سے بڑوں کی عزت و تکریم و ہمدردی کرتے مشاعرہ گھر پر ہو کسی اور مقام پر شریک ہونے کی دعوت دیتے۔ایک رات میں گھر پر ہی تھا فون آیا سلام علیک کے بعد کہنے لگے میاں نصر آپ کے صحافتی خدمات پر تہنیت کرنی ہے اس پر میں معذرت کر لیا۔کہنے لگے کہ یہ ہو نہیں سکتا نہیں نہیں ضرور آنا ہوگا۔۔۔پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ شعراء و سامعین کی کثیر تعداد موجود ہے کہنے لگے نصر تم نے صحافت کے میدان میں 25 سال گزار دیے ہمارا فرض بنتا ہے کہ تہنیت کی جائے۔ یہ تہنیت اس لیے بھی کر رہا ہوں کہ تمھارا قلم اچھا ہے اور تم نے سیاست منصف ہمارا عوام رہنمائے دکن میں خبریں بھیجی مضامین لکھنے کے ساتھ سیاست اور منصف میں تمہارے خطوط و تبصرے اور مضامین دیکھا ہوں بالخصوص سیاست کی ہماری ڈاک میں خطوط حالات پر ہوا کرتے۔میں خاموش ہو گیا اس کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا اور اپنے ہاتھوں سے شال پوشی و گل پوشی کی اور مومنٹو بھی دیا اور یہ مومنٹو انھوں نے 4 جنوری 2021 کی شب ایوان عاشقان رسول صلی علیہ وسلم و داستان عدیلؒ کی جانب سے مجھے خورشید صحافت سے نوازا ایک سند بھی دی گئی اس پر جناب مسرور عابدی نے میری خدمات اور تعریف میں بہترین الفاظ تحریر کیا جس کو کبھی اور کسی قیمت پر بھلایا نہیں جا سکتا، ہوا یوں کہ ان کے انتقال سے قبل مشاعروں و ادبی محفلوں میں آنا جانا کم ہو گیا لیکن بہت دن بعد اطلاع خود ان کی زبانی ملی کہنے لگے میاں میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے میں کہیں باہر نکل نہیں سکتا یہ الفاظ تھے جو اکثر یاد آیا کرتے آج بھی مشاعروں میں ان کی یاد آیا کرتی۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اساتذہ و لکچررس ان کی شاعری کو پڑھنے کی طرف طلباء و نوجوانوں کی توجہ مبذول کروائی تا کہ ان کے خیالات و احساسات درد و کرب جوان میں تھا اس کا پتہ چل سکے۔جناب مسرور عابدی کے قلب و

ذہن اوران خمیر میں حمد وثناء کے ساتھ رسول کریم صلی علیہ وسلم سے عشق ومحبت کوٹ کوٹ کر موجود تھی دیکھنے سے ایسا دکھائی دیتا کہ بظاہر طور پر انھوں نے اپنے لباس وضع وقطع سے عاشق رسول ظاہر ہوتے جب نعتیہ مشاعروں میں کلام سناتے تو ان کا ظاہر و باطن بھی عشق رسول میں ڈوب جاتا جسے دیکھ کر بہ آسانی طور پر پہچان لیا جاتا کہ حقیقت میں مسرور صاحب سچے عاشق رسول ہیں۔اللہ تعالی نے جو بھی صلاحیت انھیں دی حمد ونعتیہ کلام کے ساتھ حالات حاضرہ پر نظر رکھتے ہوئے موجودہ حالات پر بھی شاعری کرتے ہوئے اپنا بھرپور حق ادا کیا مگر کیا کر سکتے موت ایک حقیقت ہے جس کا آج تک کسی نے انکار نہیں کیا اور نہ کرے گا۔۔ان کی شاعری حمد ونعت کے ساتھ منقبت اور حالات حاضرہ اور دیگر سلگتے موضوعات پر کہہ کر خوب داد حاصل کیا۔مگر کیا کر سکتے زندگی جو کہ ایک امانت کے طور پر ہے جب کہ موت ایک حقیقت ہے یہ کب آئے گی بتایا نہیں جاسکتا۔۔۔۔رب سے دعا ہے کہ سید مسرور عابدی کی مغفرت فرما اوران کے درجات کو بلند فرما اوران کے پسماندگان کو صبر جمیل دے۔آمین۔

جناب مسرور عابدی کے نعتیہ اشعار ملاحظہ فرمایں:

ایسا نہیں کہ آپ کا شیدا نہیں ہوں میں
یہ بات دوسری ہے کہ کہتا نہیں ہوں میں
قدموں سے دور رہ کر بھی تنہا نہیں ہوں میں
آنے سے پہلے آنکھ میں جلوہ تھا آپ کا
شکر ہے خدا کا قبر میں تنہا نہیں ہوں میں

یہ شعر بھی ان کا بڑا معنی خیز ہے

جابجا پاؤں کے چھاپوں سے اگا کر سبزہ
میں نے صحرا کو بھی گلزار بنا رکھا ہے

شاعر ہلال حرم محمد عبدالرشید ارشد قادری۔حیدرآباد

تعزیتی کلام

تعزیتی کلام بارگاہ استاذ الشعراء استاذ محترم حضرت سید مسرور عابدی شرفی القادری المعروف فصیح اللہ پاشاہ علیہ الرحمہ

پھیلی ہے آج شہرت مسرور عابدیؒ کی
کرتا ہوں میں بھی مدحت مسرور عابدیؒ کی
وہ چاہتے تھے دل سے بیٹے کی طرح مجھ کو
مجھ پر تھی یہ عنایت مسرور عابدیؒ کی
استاد تھے وہ میرے میں ان کو چاہتا تھا
اب بھی ہے دل میں چاہت مسرور عابدیؒ کی
اے کاش اس جہاں میں پیدا ہو کوئی ان سا
ہے مجھ کو پھر ضرورت مسرور عابدیؒ کی
مر کر بھی اس جہاں میں اونچا ہے نام ان کا
کرتے ہیں سب ہی عزت مسرور عابدیؒ کی
شعر وسخن کے وہ تھے اک کوہ نور ہیرا
کیا جانے کوئی قیمت مسرور عابدیؒ کی
ارشدؔ کی جان تھے وہ ارشدؔ کی شان تھے وہ
ہے اس کے دل میں عزت مسرور عابدیؒ کی

مولانا محمد زعیم الدین حسامی۔ معتمد سراج العلماء اکیڈیمی حیدرآباد

کوہِ نورِ دکن شاعرِ عرفاں سید مسروؔر عابدی

کوہِ نورِ دکن شاعرِ عرفاں سید مسروؔر عابدی کی پہلی برسی کے موقع پر دبستان مسرور کا قیام

ادبی اجلاس ونعتیہ مشاعرہ کا کامیاب انعقاد

معتمد سراج العلماء اکیڈیمی مولانا محمد زعیم الدین حسامی نے شاعرِ عرفاں کوہِ نورِ دکن سید مسرور عابدی کی پہلی برسی کے موقع پر کامل ہال، یاقوت پورہ میں منعقدہ ادبی اجلاس ونعتیہ مشاعرہ اور دبستان مسرور کے قیام پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اپنے خصوصی بیان میں کہا کہ استاذ الشعراء سید فصیح اللہ پاشاہ المعروف مسروؔر عابدی فنِ شاعری میں کمال رکھتے تھے۔ میں اُن کے اشعار سے بہت متاثر تھا۔ جس طرح وہ اچھے اشعار کہتے تھے اُسی طرح اُن اشعار کو بہترین دلنشیں ترنم میں سناتے تھے۔ اس موقع پر مولانا حسامی نے دبستان مسرور کے صدر جناب قاضی عظمت اللہ جعفری اور تمام ذمہ دار حضرات کو مبارکباد پیش کی اور اُمید ظاہر کی ہیکہ وہ کامیابی کے ساتھ اس بزم کے مقاصد کو پورا کریں گے۔ مولانا حسامی نے کہا کہ اس بزم کی پہلی تقریب نعتیہ مشاعرہ کے ساتھ منعقد کی گئی ہے جو یقیناً رضاء الٰہی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ نعتیہ مشاعرہ کی نگرانی صدر دبستان مسرور جناب قاضی عظمت اللہ جعفری نے کی۔ شہر اور اضلاع سے آنے والے شعراء کرام نے نعتیہ اشعار سنائے۔ گلبرگہ شریف سے تشریف لائے مہمان شاعر انجینئر سخی سرمت نے عشق و عقیدت سے پُر اثر نعتیہ کلام سناتے ہوئے خوب دادِ تحسین حاصل کی۔ کہتے ہیں کہ ؎

ثنائے نبیؐ کو زبان باوضو ہو
مکیں باوضو ہو ' مکاں باوضو ہو

سجائی گئی ہو ' نبیؐ کی جو محفل
عقیدت دلوں کی وہاں باوضو ہو
دم ِ واپسی ' دیدِ آقاؐ کی خاطر
الٰہی سخی کی یہ جاں باوضو ہو۔

جناب نورالدین امیر نے تعزیتی کلام سنا کر مرحوم مسرور عابدی کو خراج عقیدت پیش کیا۔ کہتے ہیں کہ۔

مسرور آج سب کو رولا کر چلے گئے
مدحت کی محفلیں سجا کر چلے گئے
قربت میں مصطفیٰؐ کے ہیں مسرور عابدی
دنیا کو رازِ دل بتا کر چلے گئے
سب اُن کو دیکھنے کو ترس جائینگے امیر
ہم حشر میں ملینگے بتا کر چلے گئے۔

ظہیرآباد سے تشریف لائے مہمان شاعر ظہور ظہرآبادی نے نعتیہ کلام سنایا۔ کہتے ہیں:

نبیؐ کے بدن سے گرا جب پسینہ
مہکنے لگا سارا شہر مدینہ
بھلا کیا حقیقت ہے شمس و قمر کی
نبیؐ تو ہیں خود حسن کا ایک خزینہ۔

جناب سید مصطفیٰ علی سید نے سامعین کی خواہش پر مکرر نعتیہ اشعار سنائے۔ کہتے ہیں:

گم اتنا کر دیا ہمیں یاد رسولؐ نے
ہم کو ہماری یاد بھی مشکل سے آئی ہے
مجھ کو دیکھائی دیتی ہے ہر سمت روشنی
طیبہ کی خاک آنکھوں میں جب سے لگائی ہے
محشر کے روز سر کو جھکا کر کہوں گا میں
روزازل سے سید آپ کا فدائی ہے۔

جناب داؤد اظہر نے خوبصورت ترنم میں نعتیہ اشعار سنائے۔ کہتے ہیں کہ۔

نورِ ازل کا نور سرا پہ تم ہی تو ہو
بعد از خدا ' خدائی میں تنہا تم ہی تو ہو
سردارِ دو جہاں شاہِ والا تم ہی تو ہو
میں ہوں غلام جس کا وہ آقا تم ہی تو ہو
تم مل گئے تو دولتِ کونینؐ مل گئی
اظہر کی جان و دل کی تمنا تم ہی تو ہو۔

شاعر مقبول میر مقبول علی مقبول نے بارگاہ رسالت مآب صلعم میں اپنا مقبول نعتیہ کلام پیش کیا۔ کہتے ہیں کہ۔

خدائی نور کا روشن نظارہ ' یا رسول اللہ
تم ہی ہو عرش کی آنکھوں کا تارہ ' یا رسول اللہ
پلٹ کر آفتاب آجائے اور مہتاب کٹ جائے
اگر ہو جائے اُنگلی کا اِشارہ ' یا رسول اللہ
پریشاں حال ہے مقبول آقا یک مدت سے
کرم فرمایئے اس پر خدارا ' یا رسول اللہ۔

جانشین طالب رزاقی ڈاکٹر ناقد رزاقی نے نعتیہ کلام سنایا۔ کہتے ہیں کہ۔

ذرے ذرے میں نور کی باتیں
ہر جگہ ہیں حضورؐ کی باتیں۔
یاد میں اُن کی میں ڈوب کر ناقد
کر رہا ہو حضورؐ کی باتیں۔

شاعر بسم اللہ جناب شاکر گودڑ شاہی نے اپنا مشہور نعتیہ کلام دونوں کے بیچ میں سنا کر ساری محفل کو مسرور کر دیا۔ جناب زعیم ذمرہ، سہیل عظیم، جناب تشکیل انور رزاقی، جدت اسلوبی، عباس سلیم، عبدالرشید ارشد، سہیل وارثی اور دیگر نے نعتیہ کلام

محمد شرف الدین ''ارشدؔ'' حیدرآباد (تلنگانہ، انڈیا)

تعزیتی اشعار

اُستادِ محترم حضرت سیّد مسرور عابدی رحمۃ اللہ علیہ

مُحبّتوں کا اُجالا تھے حضرتِ مسرور
ہر ایک دل کی تمنّا تھے حضرتِ مسرور

میں کیا بتاؤں کے کیا، کیا تھے حضرتِ مسرور
وہ غمگسار زیادہ تھے حضرتِ مسرور

وہ دُور رہ کے بھی نزدیک اسلئے بھی ہیں
نظر، نظر کا نظارہ تھے حضرتِ مسرور

محل ملیں گے اُنہیں موتیوں کے جنّت میں
خُدا پرستی کا جلوہ تھے حضرتِ مسرور

لحد میں نُور کی برسات ہو رہی ہوگی
فِدائے شاہؐ مدینہ تھے حضرتِ مسرور

جو نعت گو تھے اُنہیں شاعری سکھائی ہے
کچھ ایسے دل کے کُشادہ تھے حضرتِ مسرور

جو نیک بندے ہیں ''ارشدؔ'' وہ مر نہیں سکتے
دلوں میں زندہ ہیں زندہ تھے حضرتِ مسرور

محمد شرف الدین ''ارشدؔ'' حیدرآباد (تلنگانہ، انڈیا)

قطعہ

مسلسل بڑھتا جاتا ہے کبھی کم ہو نہیں سکتا
غمِ مسرور سے بڑھکر کوئی غم ہو نہیں سکتا

چراغِ شاعری جو جل رہا مسرور صاحب کا
ضیاء دیتے ہی رہتا ہے یہ مدھم ہو نہیں سکتا

سنا کر مشاعرہ کو بلندی پر پہنچا دیا اور سامعین سے خوب داد و تحسین حاصل کیا۔ آخر میں نگران مشاعرہ قاضی عظمت اللہ جعفری نے پُر اثر ترنم میں ساری محفل کو پُر نور کر دیا۔ کہتے ہیں

جن کو سرکار پہ مرنے کی ادا آتی ہے
اُن کو دلہن کی طرح لینے قضا آتی ہے
حادثے جب میری راہوں میں چلے آتے ہیں
تب بچانے مجھے زہراؓ کی دُعا آتی ہے
میں بھی سرکارؐ کا خادم ہوں سن لے عظمت
مجھ کو طیبہ سے بُلانے کو ہوا آتی ہے

برادران مسرور عابدی جناب مجتبیٰ عابدی اور مرتضیٰ عابدی اور فرزند عاصم عابدی شہریار نے اظہار عقیدت پیش کیا اور مرحوم مسرور عابدی کے لئے دُعائے مغفرت کی۔ سید سہیل عظیم نے بحسن خوبی نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ اس موقع پر کثیر تعداد میں مہمانوں اور اراکین کی شال پوشی اور گل پوشی کی گئی۔ کنوینر جلسہ و مشاعرہ میر مقبول علی مقبول نے تمام کا شکریہ ادا کیا۔ مرحوم سید مسرور عابدی، میر عظمت علی عظمت و دیگر مرحوم شعراء کرام کے لئے بھی مغفرت کی دُعا کی گئی۔ رات دیر گئے کامیابی کے ساتھ مشاعرہ کا اختتام عمل میں آیا۔

ڈاکٹر مختار احمد فردین۔صدر آل انڈیا اُردو ماس سوسائٹی فار پیس

ایسے شاعر برسوں میں پیدا ہوتے ہیں

جب سے درود پڑھنے کا چسکا لگا اسے
مسرور کی زباں سے خوشبو نہیں گئی

خصوصی شمارہ صدائے شبلی کے لیے ڈاکٹر مختار احمد فردین کا یہ خصوصی پیام، مسرور عابدی جیسا عاشق رسول شاعر مدتوں میں پیدا ہوتے ہیں، وہ اکثر میرے پاس بینک میں آکر گھنٹوں بیٹھتے تھے مجھے روحانی فیض ملتا تھا وہ کہنے کچھ آتے تھے کہتے نہیں پھر چلے جاتے تھے، شاید انہیں خوداری کچھ کہنے سے روک لیتا ہوگا مگر میری پیشکش پر بھی مجھے حوصلہ دیے جاتے تھے، وہ بہت فراخدلی سے مجھ سے اپنی محبت کا اظہار کر جاتے اور کہتے تھے آپ ذرا ان سبھوں سے ہوشیار رہیں، بہرحال ایسے استاد شاعر میں نے مرحوم راحت اندوری کے بعد خداداد استاد شاعر مسرور عابدی صاحب مرحوم کو ہی مانتا ہوں وہ انمول رتن ایوارڈ یافتہ حسینی علم ڈگری کالج میں ایوارڈ سے پروفیسر عبدالقدوس صاحب اور ڈاکٹر محامد ہلال اعظمی صاحب ایڈیٹر صدائے شبلی ودیگر ے شخصیات کے ہاتھوں ایوارڈ انمول رتن سے سرفراز ہوئے تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔

مدینہ منورہ سے ڈاکٹر مختار احمد فردین کا اظہار تعزیتی پیام/ ایسے شاعر بہت کم پیدا ہوتے ہیں، حیدرآباد کے نامور شاعروں میں باوقار شاعر کی حیثیت رکھتے تھے اور ان کے یہاں مدتوں سے نعت کی محفل سجائے جاتی تھی اور مسرور عابدی صاحب کی صدارت میں جس طرح سے محفلیں منعقد کی جاتی تھیں وہ محفلیں رونق ہوا کرتی تھی اور ایک اندازہ کے مطابق سینکڑوں شاعر حضرات اصلاح لیتے رہے ہیں، مسرور عابدی صاحب جیسا شاعر برسوں میں پیدا ہوتے ہیں، صرف حیدرآباد ہی میں نہیں بلکہ کلکتہ ہندستان بھر میں ان کی ستائش کی جاتی رہی ہیں اور آپ کا بیرون ملک کا بھی دورہ ہوتا تھا۔

ان کے انتقال سے ایک بڑا خلاء پیدا ہوگیا ہے جسے پر کرنے میں بڑا وقت لگے گا، آہ، مسرور عابدی صاحب ۔۔۔۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین

شریکِ غم اہل خاندان کے ساتھ

قابلِ احترام استاد شاعر کی حیثیت رکھتے اور محبتوں سے پیش آتے تھے شخصیت کے مالک تھے اور محفل نعت کا دل وجان سے اہتمام کرتے تھے۔

مدینہ منورہ میں روضۂ مبارک پر دعاء مغفرت کی خصوصی دعاء ڈاکٹر مختار احمد فردین نے اپنے استاد دوست نامور شاعر مسرور عابدی صاحب کے لئے دعاء کیے اور اللہ

اہل خاندان، خاص کر مجتبیٰ عابدی صاحب سینئر قائد کے ساتھ شریکِ غم میں برابر کے شریک ہیں۔

آل انڈیا اردو ماس کمیونیکیشنل سوسائٹی فار پیس نے اظہار تعزیت کی۔۔۔۔۔۔۔۔مسرور عابدی کا انتقال دن کی شاعری کیلئے بڑا نقصان،

آل انڈیا اردو ماس سوسائٹی فار پیس نے استاد شاعر مسرور عابدی شرفی القادری المعروف فصیح اللہ پاشاہ کے اچانک انتقال پر اظہار تعزیت کیا ہے۔ ڈاکٹر مختار احمد فردین صدر سوسائٹی جو حج کے مقدس سفر پر ہیں انہوں نے اپنے تعزیتی پیام میں کہا کہ مسرور عابدی ایک خوش اخلاق اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ایک بہترین نعت گو شاعر تھے۔ حیدرآباد کی ادبی محفلیں ان کی کمی ہمیشہ محسوس کریں گی۔ وہ میرے بہت قریب تھے اور مسرور عابدی صاحب زبان وادب کے ماہرین میں شمار کیے جاتے تھے انکے بے لوث خدمات کے لئے انہیں حسینی علم ڈگری کالج میں اردو انمول رتن ایوارڈ سے بھی نوازا گیا تھا، اکثر مفید مشورے سے نوازتے تھے۔ اصول کے پابند تھے اور آج حیدرآباد ہی نہیں بلکہ سارے ہندوستان میں ان کا نام تھا۔ نعت کی محفلوں میں وہ خوشی سے پابندی سے شرکت کرتے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مغفرت فرمائے۔ ڈاکٹر محمد آصف علی، محسن خان، ڈاکٹر سید حبیب امام قادری، ڈاکٹر محامد ہلال اعظمی، ڈاکٹر عبدالقدوس، اسلم فرشوری، شبینہ فرشوری، منور علی مختصر، دستگیر نواز اور دیگر ادبی شخصیات نے مسرور عابدی کے انتقال کو اردو ادب کا ایک عظیم نقصان قرار دیا۔

ڈاکٹر مختار احمد فردین کے بہت قریب تھے اور مسرور عابدی صاحب زبان وادب کے ماہرین میں شمار کیے جاتے تھے ان کے بے لوث خدمات کے لئے انہیں حسینی علم ڈگری

سراج زیبائی۔شیموگہ (کرناٹک)

مرحوم مسرور عابدی کی یاد میں دو

تعزیتی قطعات

ان کا مقام ادب میں بہت ہی بلند تھا
ممتاز شاعروں میں تھے مسرور عابدی
سچ بات ہے فروغ زبان وادب میں ہی
بس عمر بھر لگے رہے مسرور عابدی

اک ہم سے ہوں گے آپ کے اوصاف کیا بیاں
ہر ایک کی نظر میں تھی پیاری وہ شخصیت
ان کے لئے ہمارے لبوں پر دعائیں ہیں
درجے بلند ہوں کرے اللہ مغفرت

کالج میں اردو انمول رتن ایوارڈ سے بھی نوازے گئے تھے، اکثر مفید مشورہ سے نوازتے تھے اصول کے پابند تھے اور آج حیدرآباد ہی نہیں بلکہ ہندوستان کا اردو زبان وادب، بالخصوص نعت رسول پاک کی محفلیں جیسے اب خالی ہوگیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ مغفرت فرمائے آمین

ایک خاص موقع کی تصویر میں دیکھے جاسکتے ہیں نامور استاد شاعر مسرور عابدی صاحب کے ہمراہ انکے خاص اردو زبان وادب کے ماہرین میں ڈاکٹر مختار احمد فردین، محسن خان، مجتبیٰ عابدی، ڈاکٹر مق سلیم، پروفیسر ناظم علی و دیگرے بھی دیکھے جاسکتے ہیں، ایسے شاعر مدتوں میں پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر راحت اندوری مرحوم نے کہا تھا کہ محبت کرنے والا شخص جاچکا ہے۔

شاعر اسلام سید مصطفیٰ علی سیدؔ۔ موظف چیف جنرل مینیجر انجینئرنگ آبرسانی بورڈ، تلنگانہ، حیدرآباد

کچھ استادِ محترم سید شاہ مسرور عابدی کے بارے میں

آپ کا اصلی نام سید محمد مصطفیٰ علی عابدی قلمی نام مسرورؔ عابدی شرفی القادری اور تخلص مسرورؔ ہے۔

عابدی اس لئے کہلاتے ہیں کہ یہ حضور سیدنا امام زین العابدینؓ کی اولاد میں سے ہیں شرفی اس لئے کہ پیر و مُرشِد حضرت سید شاہ سیف الدین شرفیؒ سے غلامی کا شرف حاصل رہا، آپ کا لقب فصیح اللہ پاشاہ ہے اور آپ فرماتے تھے کہ

مسرور حسینی ہوں میں اولاد علی ہوں
ہر سانس میں ہے عابد بیمار کی خوشبو

استاد محترم فرماتے تھے کہ نعت گوئی عطائے رسول اکرمؐ ہے اور نعت گوئی میں کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا آپ تو وہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ آپ سے کہلواتا ہے۔

نعت لکھنے کے لئے دنیا کے سارے درخت قلم بن جائیں اور سارے سمندر سیاہی تب بھی آپ کی مدح پوری نہ ہو گی اب اسے فیضان سنت ہی کہیے کہ

ان کی سوچوں کے خوش رنگ پرندے ہمہ وقت طواف گنبدِ خضریٰ میں مشغول رہا کرتے تھے۔

آپ جو کہتے عشق رسولؐ میں ڈوب کر کہتے اس کے باوجود اس کمی کا احساس ہمیشہ دامن گیر رہتا کہ کہاں میں اک ادنیٰ سا شاعر اور کہاں آقائے کائنات کی مدح سرائی

استاد محترم کے چند نعتیہ اشعار درج ذیل ہیں:

کلمہ میں جمال اُن کا دکھایا ہے خدا نے
اس نام سے نام اپنا ملایا ہے خدا نے
وہ جس کو سرِ عرش بلایا ہے خدا نے
و وہ میرا نبی میرا نبی میرا نبی ہے
آدم کی جبیں جسکی تجلّی سے ہے چمکی
قرآن میں خالق نے ثنا جس کی رقم کی
یہ تخلیق ہوئی جس کے لئے لوح و قلم کی
وہ میرا نبی میرا نبی میرانبی ہے

آپ استادِ سخن ماہر عروض اور کہنہ مشق باکمال شاعر تھے، آپ نے کئی مشاعرے، اور اپنے شاگردوں کو شاعر بنا دیا بلکہ صاحبِ دیوان بناڈالا۔ آپ نے لاتعداد اندرونی و بیرونی بین الاقوامی مشاعروں میں اپنے کلام اور مسحور کن آواز سے سامعین اور شرکائے محفل کا دل جیت لیا اور دادِ تحسین حاصل کی۔ آپ کی شاعری میں عشق نبیؐ میں ڈوبی ہوئی نعتوں کے علاوہ خلفائے راشدین اور مشاہیر اولیاء کی شان اقدس میں منقبتیں شامل ہیں جو شاعر کے عقیدے کو اُجاگر کرتی ہیں۔ آپ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

خوش عقیدہ ہوں وسیلے کا بھی قائل ہوں میں
مانگتا رب سے ہوں اور شاہِ ہُدیٰ دیتے ہیں

آپ ایک پابندِ اصول جیّد اور باکمال شاعر تھے اور اپنے شاگردوں کو بھی یہی درس دیا کرتے تھے اور شفقتوں سے نوازتے تھے۔

آخر میں اللہ سے دعا گو ہوں کہ آقاؐ کے صدقے میں استادِ محترم کی مغفرت ہو اور اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

محمد نورالدین امیر سلیم خوشنویس۔حیدرآباد

تعزیتی اشعار مسرؔور عابدی شرفی صاحب مرحوم

کی یاد میں

مسرؔور آج سب کو رُولا کر چلے گئے ☆ مِدحت کی محفلیں وہ سجا کر چلے گئے
بزمِ سخن میں عمر بتا کر چلے گئے ☆ ہر دوست ہر عَدو کو رُولا کر چلے گئے
قربت میں مُصطفےٰ کو ہیں مسرؔور عابدی ☆ دنیا کو رازِ دل یہ بتا کر چلے گئے
ملتی تھی جنکو دیکھ کے ہر دل کو تازگی ☆ مدحِ نبی کے گُل وہ کِھلا کر چلے گئے
مسرؔور کارنامہ بڑا یہ بھی کر چکے ☆ گُستاخ کون ہیں یہ بتا کر چلے گئے
مدحت وہ خوب کرتے تھے پیارے رَسُول کی ☆ مسرؔور اِس میں خود کو مِٹا کر چلے گئے
بیٹے، بھتیجے، بھائی، بہن بیٹیوں سَمیت ☆ ہراک سے خوب رشتے نبھا کر چلے گئے
رُخصت کے وقت دید کا شربت نہ دے کے آپ ☆ دیدارِ تشنگی کو بڑھا کر چلے گئے
یادوں کا نور دل میں بڑھانے کے واسطے ☆ اشکوں کے دِیپ دل میں جَلا کر چلے گئے
اُن سے بچھڑ کے سال مکمل گذر گیا ☆ خوابوں کی اَنجمن کو سجا کر چلے گئے
جنت وہ پائیں کرتے ہیں تلمیذ سب دُعاء ☆ مدحِ نبی کا فن وہ سیکھا کر چلے گئے
رَحلت پہ اہلِ علم نے رو رو کے یہ کہا ☆ غم کا پہاڑ ہم پر گِرا کر چلے گئے

سب اُن کو دیکھنے کو ترس جائیں امیؔر
ہم حشر میں ملیں گے بتا کر چلے گئے

سید مسرور عابدی۔شرفی القادری،حیدرآباد

غزل

گلشن میں بہار آئے تو لگتا ہے کہ تم ہو
گل ناز سے اترائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

جب شہر غزالہ میں کوئی حُسنِ مجسم
چلتے ہوئے رک جائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

دوشیزہ کوئی سامنے آئینہ کو رکھ کر
تنہائی میں شرمائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

احساس کا کاشانہ میں دروازۂ دل سے
جھونکا کوئی آجائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

یادوں کی دھنک اوڑھے ہوئے دور فضا میں
آنچل کوئی لہرائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

پنگھٹ پہ مجھے دیکھ کہ گاگرا لئے کوئی
منہ پھیر کے شرمائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

جس شخص کے ہمراہ تم آئے تھے میرے پاس
وہ بھی نظر آجائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

موسم کے بدلتے ہی بدلتا ہے تصور
ساون کی گھٹا چھائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

مسرؔور کا یہ حال ہے ہر لمحہ ہر ایک پل
پتہ بھی کھڑک جائے تو لگتا ہے کہ تم ہو

سید مصطفی علی سیدؔ،حیدرآباد

تعزیتی کلام

دِل کا مرے قرار تھے مسرور عابدیؒ
بس پیار پیار پیار تھے مسرور عابدیؒ

غُصہ تو ظاہری تھا مگر دِل میں پیار تھا
یاروں میں ایک یار تھے مسرور عابدیؒ

تھے دوستوں کے واسطے نازُک سا ایک پھول
دُشمن کے حق میں خار تھے مسرور عابدیؒ

شاگرد اُن کے سارے یہ کہتے ہیں آج بھی
اُستاد پائیدار تھے مسرور عابدیؒ

شعر و سخن میں آج بھی چرچہ ہے آپؒ کا
شعرا میں با وقار تھے مسرور عابدیؒ

واہ واہ کا شور اُٹھتا سُناتے وہ جب کلام
پڑھتے بھی شاندار تھے مسرور عابدیؒ

تعریف کیا بیان ہو سیدؔ سے اَب بھلا
قدرت کا شاہکار تھے مسرور عابدیؒ

محمد نصر اللہ ندوی۔ استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ (یوپی)

پران نہیں، ایمان کی فکر کیجئے

22 جنوری کی تاریخ کو آر ایس ایس اور بی جے پی نے فکری ارتداد کے جشن میں تبدیل کر دیا ہے، اب تک جو ڈھکے چھپے منافق تھے، انہوں نے کھل کر رام بھکتی کا اعلان کرنا شروع کر دیا ہے، رام کے تئیں اظہار عقیدت کا کوئی موقع وہ ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے ہیں، بلکہ ان کے درمیان عقیدت میں مقابلہ کا جذبہ پیدا ہو گیا ہے، اجودھیا کے باشندہ نور عالم نے اپنی وسیع وعریض اراضی پر 22 جنوری کو عظیم لنگر کا اہتمام کیا ہے، تا کہ اس عظیم الشان تاریخ کو کوئی رام بھکت بھوکا نہ رہے، مراد آباد کے شعیب صاحب پیتل کا کاروبار کرتے ہیں، آج کل پیتل سے بنا ہوا رام مندر کا ماڈل زور شور سے تیار کر رہے ہیں، اس میں مودی جی کی تصویر بھی جڑی ہوئی ہے، ان کا کہنا ہے کہ ابھی اس ماڈل کی زبردست ڈیمانڈ ہے، ہمارے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمیں سیوا کرنے کا موقع ملا ہے، کان پور کے رہنے والے فیاض راٹھور سکوں کا کاروبار کرتے ہیں، ان دنوں وہ ایسے سکے تیار کر رہے ہیں، جن میں ایک طرف رام مندر کی تصویر ہے، تو دوسری طرف خود رام جی براجمان ہیں، مہاراشٹر سے فاطمہ شیخ پیدل رام کی عقیدت میں اجودھیا کیلئے نکل پڑی ہے، ملک کے مختلف حصوں سے یہ خبریں آرہی ہیں کہ، مسلمان 22 جنوری کو اپنی کالونیوں میں جشن اور چراغاں کرنے کیلئے بڑھ چڑھ کر چندہ دے رہے ہیں، اور اس دن کو ملک کیلئے یادگار قرار دے رہے ہیں، آگرہ میں بی جے پی اقلیتی مورچہ کے (مسلم) صدر نے برقع پوش خواتین کے درمیان موم بتی کے پیکٹ تقسیم کئے، تا کہ 22 جنوری کو چراغاں کیا جائے۔

یہ چند مثالیں ہیں جن سے حالات کے رخ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اب مسلمان کھلم کھلا ارتداد کا اعلان کر رہے ہیں، 22 جنوری سے پیدا شدہ صورتحال کو اس کیلئے وہ غنیمت سمجھ رہے ہیں، آر ایس ایس اور بی جے پی کا یہی مقصد ہے، وہ دنیا کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ، اب ہندو راشٹر کا خواب شرمندہ تعبیر ہونے والا ہے، 22 جنوری کو ہونے والا جشن آر ایس ایس کے ویژن کا نقطہ آغاز ثابت ہوگا، آر ایس ایس کے اہم لیڈر اندریش کمار نے ایک اپیل جاری کی ہے کہ مذکورہ تاریخ کو تمام مساجد، مکاتب، مدارس اور دینی اداروں میں رام کے نغمے گائے جائیں، یہ اعلان اپنے آپ میں بہت کچھ بیاں کر رہا ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ پہلے جو بات اشاروں اور کنایوں میں کہی جا رہی تھی، اب برملا اس کا اعلان ہو رہا ہے اور مسلمانوں کو کھلے عام ارتداد کی دعوت دی جا رہی ہے، اور ان سے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ، وہ اپنے دین وایمان کو خیر آباد کہ کر رام کے رنگ میں رنگ جائیں۔

مسلمانوں کی نئی نسل پہلے ہی فکری ارتداد کی راہ پر چل پڑی ہے، اب اس میں نئے خاندان اور گھرانے بھی شامل

حافظ وقاری ولی محمد زاہدؔ ہریانوی۔ بزمِ چراغِ ادب حیدرآباد

تعزیتی نظم

شاعر بھی کامیاب تھے مسرورؔ عابدی
انساں بھی لاجواب تھے مسرورؔ عابدی

شہرِ سخن میں اُن سے اُجالا رہا سدا
گویا کہ آفتاب تھے مسرورؔ عابدی

شاعر وہ باکمال تھے ماہر عَروض کے
علم و ادب کا باب تھے مسرورؔ عابدی

کرتا تھا بے شمار جو ندیوں کو فیضیاب
بہتا ہُوا وہ آب تھے مسرورؔ عابدی

شاگردِ خاص بھی تھے وہ حضرت عدیلؔ کے
گویا کہ اُن کا خواب تھے مسرورؔ عابدی

وہ کامیاب و کامراں آتے تھے لوٹ کر
کرتے جو انتخاب تھے مسرورؔ عابدی

ذوقِ سُخن جو بھر گئے مردہ قلوب میں
شاعر وہ پُر شباب تھے مسرورؔ عابدی

ملنا ضرور اُن کو تھا، مٹی میں ایک دن
کیونکہ بس اک تُراب تھے مسرورؔ عابدی

زاہدؔ بھی دیکھتے ہی یہ پڑھ لیتے تھے جسے
ایسی کھلی کتاب تھے مسرورؔ عابدی

ہو رہے ہیں، یہ لوگ دراصل عزت اور شہرت کے بھوکے ہیں، وہ اس کیلئے کسی حد تک جا سکتے ہیں، یہ لوگ بہت ہی نادان اور احمق ہیں، ان کو معلوم نہیں کہ شرک کی پناہ میں کبھی بھی عزت حاصل نہیں ہوسکتی ہے، قرآن کریم میں اللہ نے اعلان کیا ہے کہ جو ایمان والوں کو چھوڑ کر عزت کی خاطر کافروں کو دوست بناتے ہیں، ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ ساری عزتیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔ (سورہ نساء:139) تجربہ اور مشاہدہ یہی بتاتا ہے کہ چند دنوں تک ایسے لوگوں کی واہ واہی ہوتی ہے، پھر وہ نہ گھر کے رہتے ہیں، نہ گھاٹ کے، سیکڑوں اس کی مثالیں موجود ہیں، عزت وذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے، اصل عزت اللہ کی بندگی اور اطاعت میں ہے، جو اس سے ہٹ کر عزت تلاش کرنے کی کوشش کرے گا، وہ دونوں جہان میں ذلیل وخوار ہوجائے گا۔

یہ دور آزمائشوں اور فتنوں کا ہے، معمولی مفاد کیلئے لوگ اپنے دین وایمان کا سودا کر رہے ہیں، ایسے پرفتن دور میں علماء، ائمہ، قائدین اور باشعور حضرات کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے دین وایمان کو بچانے کی فکر کریں، جمعہ کے بیانات میں کھل کر توحید کی اہمیت اور کفر کی شناعت پر گفتگو کی جائے، اس سلسلہ میں کسی مداہنت کی ضرورت نہیں ہے، وقت کے ابوجہل اور ابولہب کے سامنے بیباک انداز میں بغیر کسی لاگ لپیٹ کے حق کا اعلان کیا جائے، یہی وقت کا تقاضہ اور ایمان کا مطالبہ ہے، اللہ ہمیں توفیق دے۔

☆☆☆

پرواز احمد۔ چندولی، اُتر پردیش

دیواروں والا باغیچہ (۳)

ٹرین کچھ دیر پہلے ہی چلتی رہی تھی کہ یوسف کے لیے اس کا نیا پن ختم ہونے لگا اور پھر یہ خیال کہ وہ گھر سے نکلا ہے نا قابلِ تعبیر ہو گیا۔ اسے اپنی ماں کی آسان ہنسی کا خیال آیا، اور رونے لگا۔ چچا عزیز اس کے ساتھ والے بنچ پر تھے اور یوسف نے اسے مجرمانہ نظروں سے دیکھا، لیکن وہ بینچ اور سامان کے درمیان ٹیک لگا کر سو گیا تھا۔ چند لمحوں کے بعد یوسف جان گیا کہ آنسو اب نہیں آ رہے لیکن وہ اداسی کے احساس سے محروم ہونے کے لیے بے چین تھا۔ اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور چچا کا مطالعہ کرنے لگا۔ اسے ایسا کرنے کے بہت سے مواقع ملنے والے تھے، لیکن جب سے وہ اپنے چچا کو جانتا تھا یہ پہلا موقع تھا کہ وہ اسے چہرے پر بھرا ہوا دیکھ سکتا تھا۔ جب وہ ٹرین میں سوار ہوئے تو چچا عزیز نے اپنی ٹوپی اتار دی تھی اور یوسف حیران رہ گیا کہ وہ کتنا سخت نظر آ رہا تھا۔ ٹوپی کے بغیر، اس کا چہرہ زیادہ بیٹھا ہوا اور تناسب سے باہر نظر آتا تھا۔ جب وہ خاموشی سے اونگھتے ہوئے لیٹ گیا تو وہ مہربان آداب نظر نہیں آ رہے تھے۔ وہ اب بھی بہت اچھی بو رہی تھی۔ یوسف کو اس کے بارے میں ہمیشہ یہی پسند تھا۔ وہ اور اس کی تیلی، بہتی کنجوس اور ریشم کی کڑھائی والی ٹوپیاں۔ جب وہ ایک کمرے میں داخل ہوا تو اس کی موجودگی اس شخص سے الگ کسی چیز کی طرح پھیل گئی، جس سے حد سے زیادہ خوشحالی اور ہمت کا اعلان ہوا۔ اب جب اس نے سامان کے ساتھ پیچھے کی طرف جھکایا تو اس کے سینے کے نیچے ایک چھوٹا سا گول پیٹ بھرا ہوا تھا۔ یوسف نے پہلے اس بات کو نہیں دیکھا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس نے سانس کے ساتھ پیٹ کو اٹھتے اور گرتے دیکھا، اور ایک بار اس نے اس کے پار حرکت کی لہر دیکھی۔

اس کے چمڑے کے پیسوں کے پاؤچ معمول کے مطابق اس کی ناف کے گرد بیلے ہوئے تھے، اس کے کولہے کی ہڈیوں کے اوپر لپٹے ہوئے تھے اور ایک قسم کے بکتر کی طرح اس کی رانوں کے جوڑ پر ایک thonged بکسوا میں مل رہے تھے۔ یوسف نے دوپہر کو سوتے وقت بھی کبھی پیسے کی بیلٹ کو اپنے ساتھ جڑے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اسے وہ چاندی کا روپیہ یاد آیا جو اس نے دیوار کے نیچے دراڑوں میں چھپا رکھا تھا، اور یہ سوچ کر کانپ اٹھا کہ اس کا پتہ چل جائے گا اور اس کے جرم کا اعلان کر دیا جائے گا۔

ٹرین کا شور تھا۔ کھلی کھڑکیوں سے دھول اور دھواں اُڑ رہا تھا، اور ان کے ساتھ آگ اور جلے ہوئے گوشت کی بو آ رہی تھی، ان کے دائیں طرف، جس سر زمین پر وہ سفر کر رہے تھے وہ ہموار شام میں لمبے سائے کے ساتھ ہموار میدان تھی۔ بکھرے ہوئے کھیتوں اور مکانوں نے سطح کو گلے سے لگا لیا، دھڑکتی ہوئی زمین سے چمٹ گئے۔ دوسری طرف پہاڑوں کے ڈھیلے ڈھانچے تھے جن کے تاج ڈوبتے سورج کو پکڑتے ہی ہالوں سے بھڑک رہے تھے۔ ریل گاڑی نے کوئی جلد بازی نہیں کی، ہڑبڑاہٹ اور شور مچایا کیوں کہ وہ ساحل تک جا رہی تھی۔ بعض اوقات یہ تقریباً رک جاتا ہے، تقریباً غیر محسوس انداز میں آگے بڑھتا ہے اور پھر اچانک پہیوں سے آنے والے اونچی آواز میں احتجاج کے ساتھ آگے بڑھتا ہے۔ یوسف کو یاد نہیں تھا کہ راستے میں کسی سٹیشن پر ٹرین رکی تھی، لیکن اسے بعد میں معلوم ہوا کہ ایسا ضرور ہوا ہوگا۔ اس نے وہ کھانا بانٹ دیا جو اس کی ماں نے چچا عزیز کے لیے تیار کیا تھا: مان دازی، ابلا ہوا گوشت اور پھلیاں۔ اس کے چچا نے بڑی احتیاط سے کھانا کھولا، بسم اللہ کہتے اور ہلکا سا مسکراتے

ہوئے، پھر اپنی ہتھیلی آدھی کھول کر استقبال کے اشارے میں یوسف کو کھانے کی دعوت دی۔ اس کے چچا نے کھاتے ہی اس کی طرف شفقت سے دیکھا، اور اس کی لمبی شکلیں دیکھ کر مسکرائے۔

وہ سو نہیں سکتا تھا۔ بینچ کی پسلیاں اس کے جسم میں گہرا کھود کر اسے بیدار کرتی رہیں۔ بہترین طور پر وہ سوتا ہے، یا آدھا جاگتا ہے، خود کو فارغ کرنے کی ضرورت سے تنگ آ جاتا ہے۔ آدھی رات کو جب اس کی آنکھ کھلی تو آدھی بھری، مدھم گاڑی کو دیکھ کر رونے کو جی چاہتا تھا۔ باہر اندھیرا بے حد خالی تھا، اور اسے ڈر تھا کہ ٹرین اس میں اتنی گہرائی میں ہے کہ بحفاظت واپس نہیں جا سکتی۔ اس نے پہیوں کے شور پر توجہ مرکوز کرنے کی کوشش کی، لیکن ان کی تال سنکی تھی اور صرف اس کی توجہ ہٹانے اور اسے بیدار رکھنے کے لیے کام کرتی تھی۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کی ماں ایک آنکھ والا کتا ہے جسے اس نے ایک بار ٹرین کے پہیوں کے نیچے کچلا ہوا دیکھا تھا۔ بعد میں اس نے خواب میں دیکھا کہ اس نے اپنی بزدلی کو چاندنی کی روشنی میں چمکتے ہوئے دیکھا جو اس کی پیدائش کے بعد کیچڑ میں ڈھکی ہوئی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ یہ اس کی بزدلی تھی کیونکہ سائے میں کھڑے کسی نے اسے ایسا کہا تھا اور اس نے خود اسے سانس لیتے دیکھا تھا۔

وہ اگلی صبح اپنی منزل پر پہنچے اور چچا عزیز نے سٹیشن کے اندر اور باہر تاجروں کے چیختے ہوئے ہجوم کے درمیان پرسکون اور مضبوطی سے یوسف کو گلہ کیا۔ اس نے یوسف سے بات نہیں کی جب وہ گلیوں سے گزر رہے تھے، جو حالیہ تقریبات کی باقیات سے بھری پڑی تھیں، کھجور کے جھنڈا ابھی تک دروازے کی چوکھٹوں پر بندھے ہوئے تھے اور محراب کی شکل میں تھے۔ راستوں پر میریگولڈز اور چمیلی کے پسے ہوئے ہار پڑے تھے اور پھلوں کے سیاہ چھلکوں نے سڑک کو کچل دیا تھا۔ ایک پورٹر اپنا سامان ان کے آگے لے جا رہا تھا، صبح کی گرمی میں پسینہ بہا رہا تھا اور کراہ رہا تھا۔ یوسف کو اپنی چھوٹی بنڈل چھوڑنے پر مجبور کیا گیا تھا۔ 'پورٹر کو لے جانے دو،' چچا عزیز نے مسکراتے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تھا جو باقی سامان کے اوپر ایک طرف کھڑا تھا۔ پورٹر نے چلتے چلتے چھلانگ لگائی، ایک خراب کولہے سے وزن اٹھاتے ہوئے سڑک کی سطح بہت گرم تھی، اور یوسف جس کے پاؤں غیر محفوظ تھے، کی خواہش تھی کہ وہ بھی کود پڑے، لیکن اسے یہ بتائے بغیر معلوم تھا کہ چچا عزیز یہ خواہش نہیں جس طرح گلیوں میں اس کا استقبال کیا گیا اس سے یوسف سمجھ گیا کہ اس کا چچا ایک نامور آدمی ہے۔ پورٹر نے لوگوں کو راستہ بنانے کے لیے چیخ کر کہا 'سید کو گزرنے دو، وانگوانا' - اور اگرچہ وہ اتنا بدتمیز اور بدصورت آدمی تھا، کسی نے بھی اس سے مقابلہ نہیں کیا۔ اب اور پھر اس نے اپنی یک طرفہ مسکراہٹ کے ساتھ چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور یوسف سوچنے لگا کہ دربان کو کوئی ایسی خطرناک چیز معلوم ہے جس کا اسے اندازہ نہیں تھا۔

چچا عزیز کا گھر شہر کے کنارے کی طرف ایک لمبی، نیچی عمارت تھی۔ یہ سڑک سے کچھ گز کے فاصلے پر کھڑا تھا اور اس کے سامنے درختوں سے جڑی ایک بڑی صفائی تھی۔ صحن کے ایک کونے میں چھوٹے چھوٹے نیم، ناریل کی کھجوریں، ایک صوفی اور آم کا ایک بڑا درخت تھا۔ اس کے علاوہ اور درخت بھی تھے جن کو یوسف نہیں پہچانتا تھا۔ آم کے درخت کے سائے میں مٹھی بھر لوگ پہلے سے ہی بیٹھے ہوئے تھے، اتنی جلدی دن۔ گھر کے ساتھ ہی ایک لمبی سفید دیوار تھی، جس کے اوپر یوسف نے درختوں اور کھجوروں کے تاج دیکھے۔ آم کے درخت کے نیچے والے آدمی قریب آتے ہی کھڑے ہو گئے، بازو اٹھا کر سلام کیا۔

ان کی ملاقات خلیل نامی ایک نوجوان نے کی جو بنگلے کے سامنے والی دکان سے خوش آمدید کے نعروں کے ساتھ بھاگتا ہوا آیا۔ اس نے انکل عزیز کے ہاتھ کو عقیدت سے چوما اور بار بار چومتا اگر چچا عزیز آخر میں ہاتھ نہ کھینچتے۔ اس نے غصے سے کچھ کہا، اور خلیل خاموشی سے اس کے سامنے کھڑا تھا، اس کے ہاتھ آپس میں جکڑے ہوئے تھے جب وہ خود کو انکل عزیز کے ہاتھ تک پہنچنے سے روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ انہوں نے عربی میں سلام اور

خبروں کا تبادلہ کیا جب کہ یوسف نے دیکھا۔ خلیل تقریباً سترہ یا اٹھارہ سال کا تھا، دبلا پتلا اور گھبراہٹ کا شکار، اس کے ہونٹوں پر بالوں کی شروعات تھی۔ یوسف جانتا تھا کہ گفتگو میں اس کا ذکر ہوا ہے۔ خلیل نے مڑ کر اس کی طرف دیکھا اور جوش سے سر ہلایا۔ چچا عزیز گھر کی طرف چل پڑے جہاں یوسف نے سفیدی کی لمبی دیوار میں ایک کھلا دروازہ دیکھا۔ اس نے دروازے سے باغ کی ایک جھلک دیکھی، اور سوچا کہ اس نے پھل دار درخت اور پھول جھاڑیاں اور پانی کی ایک چمک دیکھی ہے۔ جب وہ اس کے پیچھے جانے لگا تو اس کے چچا نے بغیر گول مڑے، اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو اس کے جسم سے بڑھایا اور اسے سختی سے پکڑ کر باہر چلا گیا۔ یوسف نے اس سے پہلے کبھی اشارہ نہیں دیکھا تھا، لیکن اس نے اس کی سرزنش کو محسوس کیا اور اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ اس کی پیروی نہیں کرے گا۔ اس نے خلیل کی طرف دیکھا اور اسے بڑی مسکراہٹ کے ساتھ تعریف کرتے ہوئے پایا۔ اس نے یوسف کو اشارہ کیا اور واپس دکان کی طرف چلنے کے لیے مڑا۔ یوسف نے چھڑی کے ساتھ بنڈل اٹھایا، جسے پورٹر نے چچا عزیز کا سامان اندر لے جانے پر چھوڑ دیا تھا، اور خلیل کے پیچھے ہولیا۔ وہ پہلے ہی بھورے پتھر کی مالا کھو چکا تھا، اسے ٹرین میں چھوڑ چکا تھا۔ دکان کے سامنے والی چھت پر ایک بینچ پر تین بوڑھے بیٹھے تھے، اور ان کی نظریں سکون سے یوسف کا پیچھا کر رہی تھیں جب وہ کاؤنٹر کے فلیپ کے نیچے اور دکان میں داخل ہوا۔

خلیل نے گاہکوں سے کہا کہ یہ میرا چھوٹا بھائی ہے، جو ہمارے لیے کام کرنے آیا ہے۔ وہ بہت چھوٹا اور کمزور لگتا ہے کیونکہ وہ ابھی پہاڑیوں کے پیچھے جنگلی زمینوں سے آیا ہے۔ ان کے پاس وہاں کھانے کے لیے صرف کاساوا اور گھاس ہیں۔ اس لیے وہ زندہ موت کی طرح لگتا ہے۔ ارے، کیفا اور نگو! غریب لڑکے کو دیکھو۔ اس کے کمزور بازوؤں اور اس کی لمبی شکلوں کو دیکھو، لیکن، ہم اسے مچھلی، مٹھائی اور شہد سے بھر دیں گے، اور وہ کسی بھی وقت تمہاری بیٹیوں میں سے ایک کے لیے کافی بولڈ ہو جائے گا۔ گاہکوں کو سلام، چھوٹے لڑکے۔ انہیں ایک بڑی مسکراہٹ دیں۔"

ابتدائی چند دنوں میں سب اس پر مسکرائے، سوائے چچا عزیز کے، جنہیں یوسف نے دن میں صرف ایک یا دو بار دیکھا تھا۔ لوگ انکل عزیز کی طرف تیزی سے گزرے جب وہ گزر رہے تھے کہ ان کا ہاتھ چوم لیں یا اگر وہ ناقابل رسائی نظر آئے تو ایک یا دو دور کے فاصلے پر ان کا سلام جھکائیں۔ وہ کراہتی ہوئی سلامی اور دعاؤں کے سامنے بے بس تھا، اور جب اس نے کافی دیر تک سن لیا تھا کہ وہ بدتمیزی محسوس نہیں کرتا تھا، تو وہ مٹھی بھر سکے اپنے درباریوں کے سب سے ذلیل کی طرف پھسلتے ہوئے اپنے راستے پر چل پڑا۔

یوسف نے اپنا سارا وقت خلیل کے ساتھ گزارا، جس نے اسے اپنی نئی زندگی کے بارے میں بتایا اور اس سے اس کی پرانی زندگی کے بارے میں سوال کیا۔ خلیل دکان کی دیکھ بھال کرتا تھا، دکان میں رہتا تھا، اور اسے کسی اور چیز کی پرواہ نہیں تھی۔ اس کے وجود کی ساری توانائی اور قوت اس کے سپرد کر دی گئی تھی جب وہ پریشانی کی نظروں سے ایک کام سے دوسرے کام کی طرف بڑھ رہا تھا، تیزی سے اور خوش دلی سے ان آفات کے بارے میں بات کر رہا تھا جو اگر وہ سانس کے لیے رکے تو دکان پر آنے والی تھیں۔ صارفین نے اسے خبردار کیا کہ آپ اس ساری بات سے خود کو قے کر دیں گے۔ اتنی جلدی نہ کرو نوجوان، وقت سے پہلے سوکھ جاؤ گے۔ لیکن خلیل ان پر مسکرایا اور جھنجھلا گیا۔ وہ عربی بولنے والے کے واضح لہجے کے ساتھ بات کرتا تھا حالانکہ اس کی کسوہلی روانی تھی۔ اس نے نحو کے ساتھ حاصل کردہ آزادیوں کو متاثر کرنے کے ساتھ ساتھ سنکی بنانے کی عمر بھی بڑھا دی۔ غصے اور اضطراب کے عالم میں وہ عربی کے ایک طاقتور طوفان میں پھٹ پڑا جس نے صارفین کو خاموش لیکن برداشت سے پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا۔ پہلی بار جب اس نے اس کے سامنے ایسا کیا تو یوسف اس کی سختی پر ہنسا اور خلیل نے آگے بڑھ کر اسے اپنے بائیں

چیک کے گوشت پر تھپڑ مارا۔ چبوترے پر موجود بوڑھے اس پر ہنس پڑے، قہقہے لگا رہے تھے اور للکار رہے تھے اور ایک دوسرے کو ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے وہ سب جانتے ہوں کہ ایسا ہونا ہی ہے۔ وہ روز آتے اور بینچ پر بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے اور خلیل کی حرکات پر مسکراتے۔ جب کوئی گاہک نہیں تھے تو خلیل نے پوری توجہ ان کی طرف مبذول کرائی، انہیں ایک کورس میں تبدیل کر کے اپنی مخالفانہ آواز میں، ان کی کم آواز میں خبروں اور جنگ کی افواہوں کے تبادلے کو ناگزیر سوالات اور زرخیز بصیرت کے ساتھ روک دیا۔

یوسف کے نئے استاد نے اسے کئی معاملات میں درست کرنے میں کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔ دن فجر کے وقت شروع ہوا اور خلیل کے کہنے تک ختم نہیں ہوا۔ رات کو ڈراؤنے خواب اور رونا احمقانہ تھا لہٰذا ان کے پاس اس سے زیادہ کچھ نہیں ہونا تھا۔ کوئی سوچ سکتا ہے کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اور اسے مالش کرنے والے کے پاس بھیجا ہے کہ وہ اس کی پیٹھ پر سرخ گرم بیڑی ڈالے۔ سٹور میں چینی کی بوریوں کے خلاف اسنوز کرنا بدترین قسم کی غداری تھی۔ فرض کریں کہ اس نے خود کو گیلا کیا اور چینی کو داغدار کیا۔ جب کوئی گاہک مذاق کرتا ہے، تب تک مسکرائیں جب تک کہ اگر ضروری ہو تو ہوا نہ توڑیں، لیکن مسکرائیں اور بور نظر آنے کی ہمت نہ کریں۔ 'جہاں تک چچا عزیز کا تعلق ہے، وہ آپ کے چچا نہیں ہیں،' اس نے اسے بتایا۔ یہ آپ کے لیے سب سے اہم ہے۔ میری بات سنو، ارے، کیفا ارنگو۔ وہ تمہارا چچا نہیں ہے۔' ان دنوں خلیل کا یہی نام تھا۔ کیفا ارنگو، زندہ موت۔ وہ دکان کے سامنے زمین کی چھت پر سوتے تھے، دن کو دکاندار اور رات کو چوکیدار، اور اپنے آپ کو کیلیکو کی چادروں سے ڈھانپ لیتے تھے۔ ان کے سر ایک دوسرے کے قریب تھے اور ان کے جسم ایک دوسرے سے بہت دور تھے، اس لیے وہ ایک دوسرے کے قریب آئے بغیر نرمی سے بات کر سکتے تھے۔ جب بھی یوسف بہت قریب آتا، خلیل اسے وحشیانہ انداز میں لات مارتا۔ مچھر ان

کے گرد چکر لگا رہے تھے، اونچی اونچی آہوں کے ساتھ خون کے لیے سکڑ رہے تھے۔ اگر ان کے جسموں سے چادریں پھسلیں تو مچھر فوراً اپنی گناہ کی دعوت میں جمع ہو گئے یوسف نے خواب میں دیکھا کہ وہ ان کے کناروں والے کرپانوں کو اپنے گوشت سے آرا کرتے ہوئے دیکھ سکتا ہے۔

خلیل نے اس سے کہا، 'تم یہاں اس لیے ہو کیوں کہ تمہاری باپ پر سید کی رقم واجب الادا ہے۔ میں یہاں اس لیے ہوں کیونکہ میری باپ پر اس کے پیسے واجب الادا ہیں صرف وہ مر گیا ہے، اس کی روح پر خدا کی رحمت ہے۔'

یوسف نے کہا، 'اس کی جان پر خدا کی رحمت ہے۔

''تمہاری باپ یقیناً ایک خراب بزنس مین ہوگی۔

'وہ نہیں ہے،' یوسف رویا، اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا تھا لیکن اس طرح کی آزادیوں کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

'لیکن وہ میرے والد مرحوم جتنا برا نہیں ہو سکتا، اس کی روح پر خدا کی رحمت ہو، خلیل یوسف کی چیخ سے بے نیاز ہو کر بولا۔' کوئی نہیں ہو سکتا۔

'تمہارے باپ نے اس کا کتنا قرضہ لیا تھا؟ یوسف نے پوچھا۔

''پوچھنا عزت کی بات نہیں، خلیل نے مزاحیہ انداز میں کہا اور پھر اس کے پاس پہنچ کر اس کی حماقت پر زور سے تھپڑ مارا۔ 'اور اسے مت کہو، سید کہو۔' یوسف کو تمام تفصیلات سمجھ نہیں آ رہی تھیں لیکن وہ یہ نہیں دیکھ سکتا تھا کہ اپنے والد کا قرض چکانے کے لیے چچا عزیز کے لیے کام کرنا غلط تھا۔ جب وہ سب کچھ ادا کر چکا تو گھر جا سکتا تھا۔ حالانکہ شاید وہ جانے سے پہلے اسے خبردار کر سکتے تھے۔ اسے قرضوں کا کوئی ذکر یاد نہیں تھا، اور لگتا تھا کہ وہ اپنے پڑوسیوں کے مقابلے میں کافی اچھی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس نے یہ بات خلیل سے کہی جو کافی دیر تک خاموش رہا۔

''ایک بات میں تمہیں بتاتا ہوں،'' اس نے آخر میں نرمی سے کہا۔ تم ایک بیوقوف لڑکے ہو اور تم کچھ نہیں سمجھتے۔ تم رات کو

روتے ہواور خوابوں میں روتے ہو۔ آپ نے اپنی آنکھیں اور کان کہاں رکھے جب وہ آپ کو ٹھیک کر رہے تھے؟ آپ کے والد اس کے بہت مقروض ہیں، ورنہ آپ یہاں نہ ہوتے۔ آپ کی با اسے ادا کرتی، تاکہ آپ گھر پر رہ سکیں اور روزانہ صبح ملائی اور موفا کھا سکیں، ٹھیک ہے؟ اور اپنی ماں اور اس جیسی چیزوں کے لیے کام چلائیں۔ اسے یہاں تمہاری ضرورت بھی نہیں،سید۔کافی کام نہیں ہے۔۔

ایک لمحے کے بعد اس نے دھیمی آواز میں بات جاری رکھی کہ یوسف جانتا تھا کہ وہ سننے یا سمجھنے کے لیے نہیں ہے۔ 'تمہاری کوئی بہن نہیں ہے،شاید،یا وہ اسے لے جاتا۔

یوسف خاموش رہا، یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ اسے خلیل کے آخری تبصرے میں کوئی غیر مہذب دلچسپی نہیں تھی، حالانکہ اس نے ایسا ہی کیا۔لیکن اس کی ماں نے اسے اکثر پڑوسیوں کے بارے میں سوال پوچھنے کے لیے کہہ دیا تھا۔ وہ حیران تھا کہ اس کی ماں کیا کر رہی ہے۔ آپ کو انکل عزیز کے لیے کب تک کام کرنا پڑے گا؟"

'وہ تمہارا چچا نہیں ہے،' خلیل نے تیزی سے کہا، اور یوسف نے ایک اور دھچکے کی امید میں سر ہلایا۔ تھوڑی دیر بعد خلیل دھیمے سے ہنسا، پھر چادر کے نیچے سے ہاتھ بڑھا کر یوسف کے کان کے قریب کیا۔ ''بہتر ہے کہ تم اسے جلدی سے سیکھو، زوما۔ یہ آپ کے لیے اہم ہے۔ وہ چھوٹے بھکاریوں کو پسند نہیں کرتا جیسے تم اسے انکل، انکل، انکل کہتے ہو۔ وہ پسند کرتا ہے کہ آپ اس کا ہاتھ چومیں اور اسے سید کہیں۔ اور اگر آپ نہیں جانتے کہ اس کا کیا مطلب ہے،اس کا مطلب ہے ماسٹر۔ کیا آپ مجھے سنتے ہیں،کمبو ہم،آپ چھوٹے ٹھیے؟ سید تم اسے کہتے ہو۔ سید؟

''ہاں،'' یوسف نے فوراً کہا، آخری ضرب سے اس کے کان ابھی تک گونج رہے ہیں۔ 'لیکن جانے سے پہلے آپ کو اس کے لیے کب تک کام کرنا پڑے گا؟ مجھے کب تک رہنا پڑے گا؟"

خلیل نے خوش دلی سے کہا، 'جب تک کہ آپ کا با قرض نہیں ہے، یا شاید وہ مرگیا ہے۔' کیا معاملہ ہے؟ کیا آپ کو یہ یہاں پسند نہیں ہے؟ وہ ایک اچھا آدمی ہے،سید۔ وہ آپ کو یا اس جیسی کوئی چیز نہیں مارتا۔ اگر آپ اس کا احترام کرتے ہیں تو وہ آپ کی دیکھ بھال کرے گا اور اس بات کو یقینی بنائے گا کہ آپ غلط نہ ہوں۔ ساری زندگی۔ لیکن اگر آپ رات کو روتے ہیں اور وہ خوفناک خواب دیکھتے ہیں .. آپ کو عربی سیکھنی چاہیے، تب وہ آپ کو زیادہ پسند کرے گا۔"

ظہور ظہیر آبادی۔ حیدر آباد

خراج عقیدت

محترم جناب مسرور عابدی مرحوم

فن سے بھری کتاب تھے مسرور عابدی
ہر دل کا انتخاب تھے مسرور عابدی

علم و ہنر سے ان کی مہکتی تھی محفلیں
ہر بزم کے گلاب تھے مسرور عابدی

آتے ہی ان کے بزم میں بڑھ جاتی روشنی
محفل کے ماہتاب تھے مسرور عابدی

علم و ہنر کے بانٹے اجالے جہان میں
شاعر وہ آفتاب تھے مسرور عابدی

ویسے تو میں ظہور سخنور بڑے بڑے
شاعر وہ لاجواب تھے مسرور عابدی

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم شاہین نگر میں تربیتی پروگرام

مشہور عالم دین حضرت مولانا توفیق احمد قاسمی مہتمم جامعہ حسینیہ لال دروازہ جونپور (یوپی) کا خصوصی خطاب

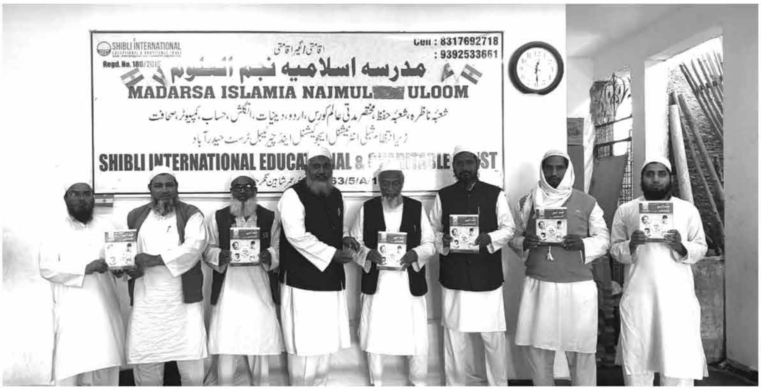

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد کے زیر انتظام مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم 14-63/5/A/1# وادیٔ عمر شاہین نگر، حیدرآباد میں ایک تربیتی پروگرام طلباء اور اساتذہ کے لیے انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلام پاک حافظ محمد فوزان سلمہ، متعلم مدرسہ ہذا سے ہوا۔ اس کے بعد حضور ﷺ کی شان میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لیے محمد حسین سرکار متعلم مدرسہ ہذا کو دعوت دی گئی۔ مدرسہ ہذا کے ناظم چیئرمین ٹرسٹ ایڈیٹر ماہنامہ ''صدائے شبلی'' حیدرآباد مولانا ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی نے ٹرسٹ کے اغراض ومقاصد مدرسہ ہذا کا تعارف کرایا اور مہمان خصوصی مشہور عالم دین حضرت مولانا توفیق احمد قاسمی مہتمم جامعہ حسینیہ لال دروازہ جونپور (یوپی) کا استقبال کیا اور خصوصی خطاب کی دعوت دی۔ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں مدرسہ کی اہمیت اور افادیت کا ذکر کیا، ساتھ ساتھ اساتذہ اور طلباء کو بہترین نصیحت کی۔ اور یہ بھی فرمایا اساتذہ، طلباء، انتظامیہ ہر ایک کو اپنی اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔ اور جب اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے تو ان شاء اللہ مدرسہ ہذا اور ترقی کرے گا، مہمان خصوصی نے مدرسہ کے اساتذہ، مدرسہ کی تعلیم اور انتظامیہ پر اعتماد کا اظہار کیا اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ اس اہم موقعہ پر مدرسہ ہذا کے تمام طلباء، مدرسین مولانا محمد مساعد ہلال احیائی، حافظ محمد شاکر قاسمی، مولانا محمد بشیر معروفی قاسمی، مولانا اشرف علی اشاعتی، مہمان مولانا منصور احمد قاسمی اور حافظ محمد زبیر صدیقی وغیرہ موجود رہے۔ مہمان خصوصی کے دست مبارک سے تازہ شمارہ ماہنامہ ''صدائے شبلی'' حیدآباد کی رونمائی ہوئی اور انہی کی خصوصی دعا پر پروگرام کا اختتام عمل میں آیا۔

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم شاہین نگر حیدرآباد میں ایک تربیتی پروگرام

حضرت مولانا حافظ عبدالعظیم قاسمی، ناظم جامعہ تحفیظ القرآن سکٹھی مبارک پور اعظم گڑھ کا خصوصی خطاب

مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم وادیٔ عمر شاہین نگر زیر انتظام شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد میں مولانا حافظ عبد العظیم قاسمی کی حیدرآباد آمد پر استقبالیہ اور تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ پروگرام کا آغاز مدرسہ ھذا کے ایک طالب علم محمد زبیر سلمہٗ کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد حسین سرکار متعلم مدرسہ ھذا نے حضور پرنور ﷺ کی شان میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ ٹرسٹ کے چیرمین مدرسہ ھذا کے ناظم مولانا مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی نے مہمان مقرر کا تعارف اور ان کی خدمات کا مختصر تبصرہ کیا بعدہ خطاب کی دعوت دی، مولانا حافظ عبدالعظیم قاسمی ناظم اعلیٰ جامعہ تحفیظ القرآن سکٹھی مبارک پور اعظم گڑھ (یوپی) نے طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ آپ اس قرآن کتاب کو پڑھ رہے ہیں جو کہ اللہ کی ذات سے منسوب ہے، اس کے پڑھنے پر اگر آپ نیکیاں شمار کرنا چاہیں تو بہت ہی مشکل ہے۔ آپ اپنے اندر اچھی سوچ پیدا کیجئے، ادب و احترام کا دامن ہمیشہ ملحوظ خاطر رہے، وقت کی اہمیت کو سمجھیں، اساتذہ اور ذمہ داران کا احترام کریں، موصوف نے مختصر خطاب میں بڑی جامع بات کہیں اور مدرسہ کی تعلیم و تعمیر پر اعتماد کیا اور یہ بھی فرمایا کہ اس مدرسہ کو دیکھنے کے بعد مجھے بھی حوصلہ ملا، مہمان مقرر کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا، مدرسہ ہٰذا کے ناظم نے مہمان کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر مدرسہ ھذا کے تمام اساتذہ اور طلباء موجود تھے، مہمان کو ماہنامہ ”صدائے شبلی“ حیدرآباد کا تازہ شمارہ پیش کیا گیا۔ تصویر میں مولانا مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی، مولانا حافظ عبدالعظیم قاسمی، مولانا محمد بُشیر معروفی قاسمی، مولانا حافظ اشرف علی اشاعتی۔

ہمارے مذہب نے دین ودنیا کی تقسیم نہیں کی ہے

مدینہ گرامر ہائی اسکول حیدرآباد میں مولانا مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی کا خصوصی خطاب

مدینہ گرامر ہائی اسکول سلیم نگر حافظ کالونی، حافظ بابا نگر حیدرآباد کے زیر اہتمام احاطۂ اسکول میں ایجوکیشن، تعلیم کی دین ودنیا میں کیا اہمیت ہے ایک اہم پروگرام کا اہتمام کیا گیا، اسکول ہذا کے طلبا وطالبات نے قراءت، حمد، نعت، اردو اور انگلش میں تقریریں کی، موضوع کے مناسبت سے طلبا وطالبات نے اہم اہم باتیں کی اور خلاصہ یہی تھا کہ علم، تعلیم بہت بڑی طاقت ہے، دین ودنیا کی ترقی کا راز علم ہی میں منحصر ہے۔ اس اہم پروگرام کے مہمان خصوصی ومقرر مولانا ڈاکٹر مفتی محمد محامد ہلال اعظمی چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد نے طلبا وطالبات سے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ہر کام اللہ کی رضا اور رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے راستہ پر ہونا چاہیے، اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم دین دنیا دونوں جہاں میں کامیاب ہوں گے، کیوں کہ ہمارے مذہب نے دین ودنیا کی تقسیم نہیں کی ہے، نیز انہوں نے فرمایا کہ قرآن وحدیث میں تعلیم پر بہت زیادہ توجہ دلائی گئی ہے۔ کیوں کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر نہیں ہوسکتے۔ تعلیم ہی سے مخلوق خدا کو جانا جاسکتا ہے اور خدا کو پہچانا جاسکتا ہے، ہمارے مذہب میں علم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے، اس وجہ سے تمام طلبا وطالبات کو چاہیے کہ دل لگا کر پڑھیں، محنت سے پڑھیں، ایک دوسرے کی مدد کریں۔

ہمت اور حوصلہ سے آگے بڑھیں، غیر ضروری کام

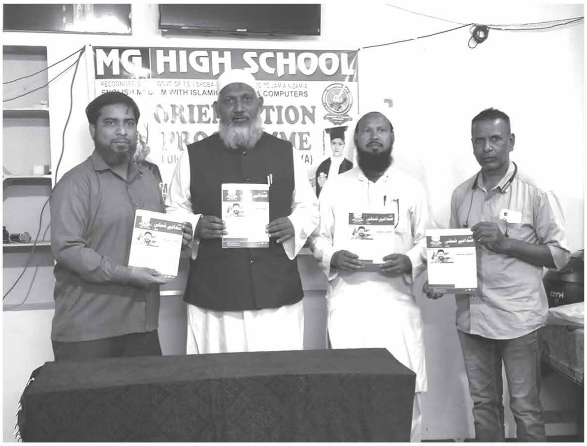

میں اپنا وقت برباد نہ کریں اور اپنی صحت کا خاص خیال رکھیں۔ کیوں کہ آج ہمارے ملک اور ہماری قوم کو اچھے نوجوان، بہن، ماں، بیٹی، بیوی، بھائی، بیٹا، باپ اور شوہر کی ضرورت ہے۔ مہمان مقرر نے علامہ اقبال کی نظم بچوں سے خطاب کے چند اشعار یاد کرنے اور اس پر عمل کرنے کی تلقین کی۔

کاٹ لینا ہر کٹھن منزل کو کچھ مشکل نہیں
ایک ذرا انسان میں چلنے کی ہمت چاہیے
مل نہیں سکتی نکموں کو زمانے میں مراد
کامیابی کی ہو جو خواہش تو محنت چاہیے
خاک محنت ہو سکے گی ہو نہ جب ہاتھوں میں زور
تندرستی کے لئے ورزش کی عادت چاہیے

اپنی تقریر کا اختتام اقبال کے دعائیہ اشعار پر کیا۔

جوانو! کو میری آہِ سحر دے
پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
میرا نور بصیرت عام کردے

اس پروگرام کی نگرانی مدینہ گرامر ہائی اسکول کے پرنسپل وصدر جناب خلیل احمد صاحب فرمارہے تھے۔ حافظ محمد ارشد صاحب استاذ مدینہ گرامر ہائی اسکول نے نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ مہمان مقرر نے اخیر میں دعا فرمائی اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔

☆☆☆

DR. S.J HUSSAIN
MD (Unani)
Former director Incharge
Central Research Institute Of Unani Medicine
Govt of India

website: www.unanicentre.com
Email:syedjalilhussain@gmail.com
jaleel_hussain@yahoo.com

Dr. Jaleel's

یونانی سینٹر فار کارڈیک کیر
UNANI CENTER FOR CARDIAC

Consultation Time
Morning: 9:00 am to 2:00 pm
(Friday Morning and Sunday Evening Closed)

Cell:
+91 8142258088
+91 7093005707

Adress -: No: 8-1-332/3/B-69, RoadNo 1(A)Arvind Nagar Colony
Tolichowk Hyderabad - 500008 T.S India

شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ، حیدرآباد

SHIBLI INTERNATIONAL
EDUCATIONAL & CHARITABLE TRUST

Regd. No.
180/2016

مدرسہ و مسجد کے تعاون کی اپیل

حدیث نبوی ﷺ ہے خَیْرُکُم مَن تَعَلَّم القُرآن وَعَلَّمَہ ۔تم میں بہترین انسان وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔اس حدیث سے علم اور قرآن علم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔اسی علم کی نشرواشاعت کے لئے **مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم** ۱۵/جنوری ۲۰۱۷ء کو قائم کیا گیا تاکہ امت مسلمہ کے نونہالان زیور علم سے آراستہ ہوں اور ملک وملت کی خدمت میں وقف ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔آمین یارب العلمین۔

مدرسہ ہذا کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے۔جملہ اخراجات کی ادائیگی اہل خیر حضرات کے تعاون سے ہوتی ہے۔

الحمدللہ مدرسہ میں تعمیری کام بھی جاری ہے،اس وجہ سے اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ مدرسہ کا نقد یا اشیاء کے ذریعہ تعاون فرما کر یا کسی طالب علم کی کفالت لیکر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔نوازش ہوگی۔

مسجد الٰہی

زیر انتظام شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ حیدرآباد کا تعمیری کام جاری ہے۔الحمدللہ ثم الحمدللہ ایک مخیرّہ خاتون نے 126 گز اراضی ٹرسٹ ہذا کو مسجد کے لئے وقف کیا ہے، اللہ تعالیٰ مخیرّہ کو دونوں جہاں میں بہترین بدلہ دے، آمین۔ مسجدِ الٰہی کی زمین مدرسہ اسلامیہ نجم العلوم وادیٔ عمر شاہین نگر حیدرآباد کا (اقامتی وغیر اقامتی) ادارہ ہے، جو شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ کے زیر انتظام 2017 سے خدمات انجام دے رہا ہے، بالکل اسی سے متصل ہے۔مدرسہ ہذا اور بستی کے لئے مسجد ناگزیر ہے، اس وجہ سے آپ تمام حضرات سے گزارش کی جاتی ہے کہ مسجد ہذا کے تعمیری کام میں نقد یا اشیاء کے ذریعہ معائنہ کر کے حصہ لے کر ثوابِ دارین حاصل کریں۔

جزاک اللہ خیرًا احسن الجزاء.

Bank Name : IDBI A/c Number : 1327104000065876

A/c Name : SHIBLI INTERNATIONAL EDUCATIONAL AND CHARITABLE TRUST

IFSC Code : IBKL0001327. Branch: Charminar

G Pay & Phone Pay : 8317692718, WhatsApp: 9392533661

العارض: حافظ وقاری مفتی ڈاکٹر محمد محامد ہلال اعظمی خطیب مسجد عالیہ، بانی وناظم مدرسہ ہذا چیرمین شبلی انٹرنیشنل ایجوکیشنل ٹرسٹ حیدرآباد

SIECT

Urdu Monthly
SADA E SHIBLI
Hyderabad

Jan. 2024 جنوری

RNI: TELURD/2018/77022
ISSN: 2581-9216

Rs. 20/-

Editor, Printer, Published & Owned by Mohd. Muhamid Hilal
Printed at Daira Electric Press, #22-8-143, Chatta Bazar, Hyderabad. 500 002.
Published at #17-3-352, B1, 2nd Floor, Bafana Complex, Dabeerpura, Hyderabad - 23, T.S
Cell: 9392533661, 8317692718, Email: muhamidhilal@gmail.com